مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارا طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے ۔

پیشگی قیمت

سالانہ عام سے ۔ عہ
خواص و معاونین سے ۔ عے
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۔ ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع ۔ عہ



# الحکم

چہ گویم با تو از آں چہار در قادیاں بینی ۔ دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۔ دار الامان قادیان ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء ۔ جلد

## مرثیہ بر تفرقہ و حالت اسلام

می سزد گر خوں بیارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالیٔ اسلام و ضعف المسلمیں
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشد عیبہا در ذات خیر المرسلیں
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر
ہست در شان امام پاکباز اں نکتہ چیں
تیر بر معصوم می بارد خبیث بد گہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں
عالماں را روز و شب با ہم فساد از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرور تہائے دیں
ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت
طرف دیں خالی شد و ہر دشمنی جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں ست
دین چنیں ابتر شما در عیش دنیا رہیں
کاخ دنیا را چہ استحکام در چشم شما ست
با مگر از دل بروں کردید موت اولیں

دور موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید
دور ماتا کے بخوابید لطیف و مہ جبیں
نفس خود را بستۂ دنیا مدارید ہوشمند
ورنہ تلخی ہا ببینید وقت انفاس پسیں
دل مدہ الا بدلدارے کہ حسنش دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنیں
آں خردمند ے کہ او دیوانۂ راہش بود
ہوشیار ے آنکہ مست روئے آں یار حسیں
ہست جام عشق او آب حیات لازوال
ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیرد بعد ازیں
اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دوں
زہر خوں ریز ہست در ہر قطرۂ ایں انگبیں
تا توانی جہد کن از بہر دیں با جان و مال
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفریں
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں
یاد ایامیکہ ایں دیں مرجع ہر کیش بود
عالمے را او را مانند از رہ دلبو نعیں
بر زمیں گسترد ظل تربیت از نور علم
پائے فعد مے زد ز عز و جاہ بر چرخ بریں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں
صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بردند رخت
صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکریں
بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں رہ اوفتاد
کز پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

گر بگردد عالمے از راہ دین مصطفیٰ
از رہ غیرت نمی جنبند ہم مثل جنیں
فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
مال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں
ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشاں صدر شاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں
با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
نفرت از ارباب دیں باجے پرستاں ہمنشیں
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
چوں نہ دید اندر دل ایں قوم صدق المخلصیں
آں زمان دولت و اقبال ایشاں درگذشت
شوے اعمال شاں آورد ایامے چنیں
از رہ دیں بر جوے آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں
یا الٰہی باز کے آید ز نو آں وقت مدد
باز کے بینیم آں فرخندہ ایام کسنیں
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
ایخدا زود آ و برما آب نصرتہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
ایخدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں
کاروبار صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

## کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

۸ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمارے محسن و مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے برادر معظم اور جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیر کوٹلہ کی (جو اپنے کسی ضروری کام کے لیے آئے تھے) ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ۔ ایڈیٹر

### فرمایا

گلستان میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔ گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے اسقدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا اور اسقدر دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔ جبتک یہ دونوں اسدرجہ پر نہ ہوں اسوقت تک انسان تقوی کا درجہ حاصل نہیں کرتا اور پورا متقی نہیں بنتا۔ اگر صرف دعا کرتا ہے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان

کرتا ہے بہت گناہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہے کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زمیندار اپنی زمین میں ترددتو نہیں کرتا اور بیج کا شتکے دعا کرتا ہے کہ اس میں غلہ پیدا ہو جاوے وہ حق تدبیر کو چھوڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کا امتحان کرتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا اور خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا وہ ملحد ہے۔

## تدبیر اور دعا کا باہمی تعلق

جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ خطاکار ہے اسی طرح یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ ملحد ہے مگر تدبیر اور دعا دونوں باہم ملا دینا اسلام ہے اسی واسطے میں نے کہا ہے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لیے اسقدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے اور اسقدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔

اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورہ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھکر فرمایا ہے **ایاک نعبد و ایاک نستعین**

**ایاک نعبد** اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور مقدم اسکو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اسکے ساتھ ہی **دعا** کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ہی اسکو مدنظر رکھے۔ مومن جب **ایاک نعبد** کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً اس کے دل میں گذرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اسکا فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لیے وہ معاً کہتا ہے **ایاک نستعین** مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جسکو بجز اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔ اسلام ہی نے اسکو سمجھا ہے۔ عیسائی مذہب کا تو ایسا حال ہے کہ اس نے ایک عاجز انسان کے خون پر بھروسہ کر لیا اور انسان کو خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں دعا کے لیے وہ جوش اور اضطراب ہی کب پیدا ہو سکتا ہے جو دعا کے ضروری اجزا ہیں وہ تو **ان شاء اللہ** کہنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن **مومن** کی روح ایک لحظہ کے لیے بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ کوئی بات کرے اور **ان شاء اللہ** ساتھ نہ کہے۔ پس اسلام کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اسمیں داخل ہونے والا اس اصل کو مضبوط پکڑ لے۔ تدبیر بھی کرے اور مشکلات کے لیے دعا بھی کرے اور اگر ان دونوں پہلوؤں میں سے کوئی ایک طرف رہ جاتا تو کام نہیں چلتا ہے۔ اس لیے ہر ایک مومن کے واسطے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ مگر اس زمانہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اسقدر بڑھ گئی ہے کہ تمام تر دنیا ہی کو خدا بنا لیا گیا ہے اور دنیا پرستی کی جاتی ہے اور [illegible] کو ایک فضول شے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دور کرے

## سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض

چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لیے قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا کی معرفت ہو

اور دعا کی حقیقت اور اسکے اثر سے اطلاع ملے۔ بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو بظاہر دعا بھی کرتے ہیں مگر انکے فیوض اور ثمرات سے بے بہرہ رہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ **آداب الدعا** سے ناواقف ہوتے ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لیے بہت جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ سب کچھ تو پہلے ہی [illegible] کے اثر اور رنگ سے اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت عام ہو گئی خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔ تکیہ کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اور کچھ ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے کہ حق کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ کر اور طریقے اور راہ ایجاد کر لیے گئے ہیں جنکی وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اور کامیاب نہیں ہوتے

## ابرار اخیار ملتہ اور اللہ تعالیٰ

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے دعا کرتا ہے اسپر کامل ایمان ہو اسکو موجود، [illegible]، بصیر، خبیر، علیم متصرف، قادر سمجھے اور اسکی ہستی پر ایمان رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

مگر کیا کروں۔ کسکو سناؤں اب اسلام میں مشکلات ہیں اور آ پڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور خدا کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکلکشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو وہ حاجت روا ٹھیرائی گئی ہے۔ میں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے مگر کیا کہیں کسکو جا کر سنائیں۔ دیکھو قبر پر اگر ایک شخص بیس برس بھی بیٹھا ہوا پکارتا رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آوے گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر خواہ کسکی بھی ہو اس سے کوئی مراد بر نہیں آ سکتی۔ حاجت روا اور مشکلکشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور وہی اس صفت کا موصوف ہے۔ قبرستے کسی آواز کی امید مت رکھو۔ برخلاف اسکے اگر اللہ تعالیٰ کو [illegible] احکام اور اداب کے ساتھ [illegible] تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہ دس دفع ہی آواز سنتا اور دس ہی دفع جواب دیتا ہے

لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اسطرح جو پکارنے کا حق ہے۔

ہم سب اپیا اخیار امت کی عزت کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں لیکن انکی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم انکو خدا بنا لیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ کی ہیں ان میں یقین کر لیں۔ میں بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ ہماری آواز نہیں سنتے اور اس کا جواب نہیں دیتے۔ دیکھو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ایک گھنٹہ میں ۷۲ آدمی آپ کے شہید ہو گئے اسوقت آپ سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا **کانشنس** گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہونگے کہ اس مشکل سے نجات مل جاوے لیکن وہ دعا اسوقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضاء و قدر اس کے مخالف تھے اسلیے وہ اسی جگہ شہید ہو گئے۔ اگر ان کے قبضہ و اختیار میں کوئی بات ہوتی تو انھوں نے کونسا دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قضاء و قدر کا سارا معاملہ اور تصرف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے جو اسقدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور حی و قیوم ہے اسکو چھوڑ کر جو مردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جا کر ان سے مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بدنصیب کون ہو سکتا ہے؟ انسان کے سینہ میں دو دل نہیں ہوتے ایک ہی دل ہے وہ دو جگہ محبت نہیں کر سکتا۔ اسلیے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا اور یہ مشہور بات ہے۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو اس سے آگے مت بڑھاؤ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ حفظ مراتب نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی تفریق ہی نہیں رہی بلکہ انسان عاجز اور خدائے قادر میں بھی کوئی فرق اس زمانہ میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ [illegible] ظاہر کیا ہے صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں پہچانا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت عاجز بندوں اور بے قدر چیزوں کو دیگئی۔

مجھے تعجب آتا ہے اُن لوگوں پر جو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن باوجود مسلمان کہلانے کے خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اسکی صفات میں خدا تعالیٰ کو شریک کرتے ہیں جیسا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مسیح بن مریم کو جو ایک عاجز انسان تھا۔ اور اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو انکی رسالت بھی ثابت نہ ہوتی بلکہ انجیل سے تو وہ کوئی اعلیٰ اخلاق کا آدمی بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر مسلمان بھی انکو خدائی درجہ دینے میں کچھ نہیں رہے کیونکہ جیسا کہ وہ صاف مانتے ہیں کہ وہ ابتک حی و قیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اسپر نہیں ہوا۔ آسمان پر موجود ہے۔ مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جانور بھی پیدا کرتا تھا۔ غیب جاننے والا تھا۔ پھر اسکے خدا بنانے میں اور کیا باقی رہا۔ افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مردہ کو خدا سمجھتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار نہیں جو مردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے ہوئے ہیں ایسی حالت اور صورت میں خدا کی **غیرت** نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملایا جاوے اور زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کر کے دنیا کو **حقیقی خدا** کے سامنے سجدہ کرایا جاوے

## اسی غرض کیلئے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے

اور دیکھو انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور رتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انھوں نے **حقیقی خدا** کو پہچانا اور اسکی قدر کی۔ اُسی **ایک ذات** کے حضور انھوں نے اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا کسی مردہ اور مزار پر بیٹھکر انھوں نے مرادیں نہیں مانگی ہیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور ان کا کتنا بڑا درجہ اور رتبہ تھا۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ کے حضور کرنے کے ابراہیم کی پوجا کرتے تو کیا ہوتا؟ کیا آپکو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب مل سکتے جو اب ملے ہیں؟ کبھی نہیں۔ پھر جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے اور آپ نے انکی قبر پر جا کر یا بیٹھکر ان سے کچھ نہیں مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جا کر آپ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی تو یہ کسقدر بیوقوفی اور بیدینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جا کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور انکی پوجا کرتے [illegible]

اگر قبر دل سے کچھ مل سکتا تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے کچھ مانگتے تکلیف نہیں مردہ اور زندہ میں جو فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں جس کی طرف انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمانہ کے آخر دارا اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی اس قدر محبت تھی کہ نام لوگ یہی کہا کرتے

## کہ عشق محمد علیٰ ربہ

اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو جو مرتبہ اللہ اور اور بزرگی حاصل ہوئی وہ اسی وجہ سے ملا اگر کوئی پا سکتا ہے تو اسی ایک راستہ سے ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ بھی پروا نہ کی خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دنیا جانتی ہے جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکہ میں ایک شاہنشاہ کی شان و حیثیت سے داخل ہوئے۔ قوم اور برادری نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں چھوڑا لیکن جب خدا ساتھ تھا وہ کچھ بھی بگاڑ نہ سکے + میں یقیناً جانتا ہوں اور ٹھیک دور رسولوں کی زندگی اسی کا شاہد ہے کہ وہ چونکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اس لیے وہ نہیں مرتے جب تک کہ انکی مرادیں پوری نہ ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دنیا کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ کی دعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم ہی دیکھ لو کہ جہاں ہزاروں بت پوجے جاتے تھے وہاں ایک خدا کی پرستش ہو + پھر تم خود ہی غور کرو اور مکہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بت پرستی کا اسقدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بت رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں ہی نے انکو توڑا اور انکی مذمت کی۔ یہ حیرت انگیز کامیابی یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ یہ کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا ایک وقت وہ تھا کہ آپ مکہ کی گلیوں میں تنہا پھرا کرتے تھے اور کوئی آپ کی بات نہ سنتا تھا اور پھر ایک وقت وہ تھا کہ جب آپ کے انقطاع کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دکھلایا

**إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا**

آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا کہ اس سے وفات کی بو آتی ہے کیونکہ وہ کام جس کے لیے آنا تھا وہ تو ہو گیا ہے۔

اصل قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں جب تک وہ کام جس کے لیے وہ بھیجے جاتے ہیں نہ ہو چکے جب وہ کام ہو چکتا ہے تو انکی رحلت کا زمانہ آ جاتا ہے۔ جیسے بندوبست والوں کا جب کام ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس ضلع سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح جب آیہ شریفہ **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ** نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے پڑھا تھا آثار ظاہر ہونے لگے تھے اس آیت کو سنکر رونے لگے۔ صحابہ میں سے ایک نے کہا کہ اے بڑھے تجھے کس چیز نے رلایا آج تو مومنوں کے لیے بڑی خوشی کا دن ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نہیں جانتا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔

## دارالامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت اچھی ہے حسب معمول آپ سیر کو بھی نکلنے لگے ہیں۔ اگرچہ کسقدر کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے

(۲) بزرگان ملت خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ تشریف لے گئے ہیں۔

(۳) ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ترشح ہوا ہے جو فصل ربیع کے لیے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ موسم میں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگی ہیں

## ہمارے مقدمات

خاکسار ایڈیٹر کو مقدمات کے متعلق ۱۳ جنوری سے قریباً ۹ فروری تک دارالامان سے باہر رہنا پڑا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ مقدمات ۱۴ فروری تک ملتوی ہو چکے ہیں۔ اس بنا پر کہ عدالت بابو چندو لال صاحب سے انکے انتقال کر دینے کی درخواست دی گئی تھی چنانچہ ۹ فروری ۱۹۰۴ء کو صاحب ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں یہ درخواستیں بغرض انتقال پیش کی گئی ہیں صاحب موصوف نے فیصلہ کے لیے ۱۲ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کی ہے اس تاریخ پر افادہ بمقام علیوال مقدس بٹالہ دورہ میں پیش ہوگا جسکے نیز الاخبار میں بھی درج کر دیا جاویگا۔

## استفسارات اور ان کے جواب

### حل مسائل

کوئٹہ سے کچھ سائل ایک احمدی دوست نے دریافت کیے ہیں حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحب سے استفسار کر کے انکا جواب درج کیا جاتا ہے

سوال (۱) کیا جماعت احمدیہ کو اہل ہنود کے ہاتھ کی مٹھائی وغیرہ اشیا کھانی جائز ہیں۔ **جواب** قادیان میں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم ایک آریہ رہا ہے اور ہم کو ہنود کے ہاتھ کی مٹھائی وغیرہ آپ برابر استعمال کرتے ہیں۔ شریعت کا حکم یہ ہے اور گڑ اور لونگ نیز مصری بعض ہنود و حلوائیوں کے ہاتھ کی بنائی ہے اور دوسری اشیا بھی۔

(۲) اہل ہنود اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک آسمانی کتاب کے مدعی ہیں اور انکا وجود قبل از بعثت رسالتمآب صلعم چلا آ رہا ہے۔

بعض ہنود آریہ سناتن دھرم وید کو کلام الٰہی مانتے ہیں وہ اہل کتاب معلوم ہوتے ہیں اسی طرح پارسی بھی اہلکتاب ہیں ہاں سکھ نہیں ہو سکتے۔ جینی بھی اکثر کتاب کے قائل ہیں۔

سوال (۲) کیا فوت شدہ شخص کو قرآن مجید پڑھکر پہنچایا جاتا ہے؟ کیا متوفی کے لیے کھانا پکا کر کھلانا جائز ہے؟ **جواب** دونوں صورتوں میں ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

سوال (۳) یا رسول اللہ کہنے پر وہابی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ یا حاضر اشخاص کے لیے ہے **جواب** کیا جب اللہ تعالیٰ کو یا کہکر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے جسمی طور پر تو اسکا ثبوت نہیں۔ اب رہی صفات کی بات کہ وہ صفات سے حاضر ہوتا ہے تو اپنی صفات کی رو سے جو مطالعہ طور پر صاحب صفات نہ ہیں سامنے آ جاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سامنے آ جاتے ہیں اور ہر زمانہ میں موجود ہیں حضرت مرزا صاحب بھی انکی موجودگی کا ثبوت ہیں پھر قرآن شریف میں ہے یا حسرۃ علی العباد کیا حسرت سامنے موجود ہوتی ہے یا وہ سب عباد ہوتے ہیں جو مخاطب ہوتے ہیں جواب

(۲) فرط محبت یا فرط غم نیز نظم میں تا شہد ندا کی جاتی ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت کا یہ ایک طریق ہے۔ نوٹ

## حضرت عیسیٰ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا ثبوت

کوئٹہ شاہ گجرات سے ذیل کا سوال آیا

سوال عیسیٰ علیہ السلام کے موسوی خلیفہ ہونے کا صاحب شرع رسول نہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور فقرہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا الخ کا کیا جواب

جواب (۱) سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا ہی ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کیطرف بھیجا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نیا تشریعی تھے ویسے ہی حضرت موسیٰ بھی تھے جیسے آپکو تشبیہ دی گئی اگر آنحضرت اور موسیٰ کے درمیانی زمانہ میں کوئی اور بھی صاحب شریعت نبی ہوتا تو اس کا حوالہ دیا جاتا اور کیوں فرمایا کہ مثل موسیٰ۔

(۲) قرآن شریف میں ہے ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ پ ۱۲ ع ۱ یعنی اس قرآن سے پہلے صرف موسیٰ ہی کی کتاب ہے جو کہ امام اور رحمت ہے یعنی شریعت ہے جسپر کما حقہ عمل کر کے انسان قرب اللہ کے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔ پس اگر قرآن شریف اور توریت کے درمیان کوئی اور کتاب بھی شریعت ہوتی یا نبی صاحب شریعت ہوتا تو اسکی کتاب کو امام اور رحمت کہا جاتا اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نہ تھے

(۳) انجیل کے معنے خود بشارت یا خوشخبری کے ہیں اور اس قسم کی بشارتیں عموماً خدا کے برگزیدہ رسل پر نازل ہوا کرتی ہیں اسمیں کوئی خصوصیت مسیح علیہ السلام کی نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کوئی شریعت ہے اور نہ انجیل کا خود دعویٰ صاحب شریعت ہونے کا ہے۔ خود مسیح کا قول ہے کہ میں توریت سے کوئی نقطہ او بدلنے کو نہیں آیا یعنی اُسے برقرار رکھتا ہوں اس سے بھی ثابت ہے کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے

(۴) موجودہ عیسائی اقوام کا عملدرآمد بھی ایک بڑا ثبوت ہے کہ انجیل شریعت نہیں ہے اور نہ مسیح صاحب شریعت کیونکہ ان کو تمدنی اور سیاسی زندگی کے لیے خود قوانین وضع کرنے پڑتے ہیں۔

(۵) سورہ احقاف آخری رکوع میں ہے کہ نفراً من الجن نے اپنی قوم سے جاکر کہا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ کہ ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے اگر درمیانی زمانہ میں انجیل شریعت اور مسیح صاحب شریعت ہوتے تو وہ کہتا کہ جو عیسیٰ کے بعد نازل ہوئی۔

(۶) آل عمران میں مسیح کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل جس سے ظاہر ہے کہ کتاب توریت کی تعلیم مسیح کو بھی تھی اور انجیل صرف حکمت اور دانائی کی باتیں تھیں نہ کہ شریعت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ ثابت ہے کہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے کہ آپ کو کسی سابقہ کتاب کی تعلیم نہیں دیگئی خدا تعالیٰ نے خود آپکو بلا واسطہ قلم اور شریعت دی۔ افسوس ان مولویوں پر جو حضرت مسیح کا درجہ آنحضرت سے بڑھ کر مانتے ہیں اور پھر بھی آپکو مسلمان سمجھتے ہیں + (ایڈیٹر)

نوٹ۔ میری موجودگی میں حضرت اقدس علیہ السلام سے ایک شخص نے اسی بارہ میں سوال کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ آثار سے ثابت ہے بلکہ اسپر نصاری ہے چنانچہ نماز میں ایہا النبی پڑھا جاتا ہے پھر اعتراض کیا ہے (مہدی حسین مہاجر)

# حضرت حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

**محسنین کے معنے**

مولا کریم چونکہ شکور ہے اور علیم و بصیر ہے اس لیے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا محسن کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرئیل نے صحابہ کی تعلیم کے لیے پوچھی ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم یہ کہ یہ یقین کرلے کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو دیکھتا ہے

یہ ایک ایسا مرتبہ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور بڑے بڑے معراج اللہ تعالےٰ کے حضور پا لیتا ہے۔ ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں اور بلند پروازیوں کی جان اللہ تعالےٰ پر ایمان ہے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ کو حاصل ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالےٰ پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ والا ہو سکتا ہے + کوئی چیز اُسکو گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتی۔ نیکی کا کوئی سچا مفہوم اُسکی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ پھر وہ نیکی کیسے کرے اور گناہ سے کیونکر بچے اُس کی ساری عمر نا اُمیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلہ کے پیچ در پیچ تعلقات میں ہی منہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے

**دہریہ اور مومن**

میں نے دہریہ اور ایمان والے دونوں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے اور دونوں کی موت میں زمین و آسمان کا فرق پایا ہے + میں سچ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں اور پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور **حقیقی خوشی** صرف صرف **ایمان باللہ** سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خودکشی کا نہیں پایا جاتا **مومن** کی اُمید اپنے اللہ پر بہت وسیع ہوتی ہے وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت اُنپر ایسا آیا ہے کہ زمین اُنپر تنگ ہو گئی ہے لیکن اس شدت ابتلا میں بھی وہ ویسے ہی خوش وخرم رہیا جیسے اُس ابتلا کے دور سے پہلے۔ وہ کیا بات ہے جو ان کو اس موت کی سی حالت میں بھی خوش و خورم اور زندہ رکھتی ہے فقط اللہ پر ایمان۔

**محسنین کا پہلا اور پچھلا درجہ**

غرض محسنین کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر مشکل کشا ہے۔ پہلا درجہ جو محسن کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے بعد میں حاصل ہوتا ہے اسکا ابتدائی درجہ یہی ہے کہ وہ یہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول و ہر فعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سُنتا ہے۔

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا نور قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچالے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہونچ جائے گا کہ خدا تعالےٰ کو دیکھ لے گا۔ اور یہ وہ مقام ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں لقا کا مقام کہلاتا ہے۔

## پس

جب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر تھوڑا ہو یا بہت اللہ تعالےٰ اسکے بہتر بدلے دیتا ہے۔ یہ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں۔ کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

**مہاجرین میں خلافت کا راز**

میں دنیا کی تاریخ میں جس سے مراد میں انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کر سکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو طیار ہوں۔ مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی بلکہ **خلافت** کے اول وارث مہاجر ہوئے اور مہاجرین میں سے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ حالانکہ انصار میں سب نے بڑی ہمت کی اور ان کی اسوقت کی امداد ہی سے ان کو **انصار** کا پاک خطاب دیا لیکن اس کا کیا سر ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا انکو حصہ نہ ملا۔ اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا۔ پھر دوسرا تیسرا چوتھا بھی یہانتک کہ عباسیوں تک قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے بنو سقیفہ میں کوشش کی گئی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر یہ تجویز پاس نہیں ہوئی اور کسی نے نہ مانا + آخر مجھپر اس کا سر یہ کھلا کہ اللہ تعالےٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اپنا کام کر رہی تھی انصار نے کیا چھوڑا تھا جو ان کو ملتا مہاجرین نے ملک چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا مال و اسباب۔ غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا اور سب سے بڑھ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلیے جنھوں نے جو کچھ چھوڑا تھا اُس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پایا + زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگہ ہوگی جو اُنھوں نے خدا کے لیے چھوڑی مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگہ دی؟ اس کا حساب ہی کچھ نہیں۔

پس یہ سچی بات ہے کہ جسقدر قربانی خدا کے لیے کرتا ہے اسی قدر **فیض** انسان اللہ تعالےٰ کے حضور سے پاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی پھر اس کا پھل دیکھو کسقدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بنا پر جس کی تاویل ہو سکتی تھی حضرت ابراہیم نے اپنے خلوص کے اظہار کے لیے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ پھر خدا نے اُسکی نسل کو کسقدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آسکتی۔ اسی نسل میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کرکے بھیجا۔ جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھیرا۔ جسکی اُمت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے یہانتک کہ **مسیح موعود** جو **خاتم الخلفاء** ٹھیرایا گیا ہے وہ بھی اسی اُمت میں پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اُسے پایا اور اُسکی شناخت کا موقع ہمکو دیا گیا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

یہ بدلا یہ جزا کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اُس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی۔ واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ ابراہیم کی عمر جب کہ سو برس کے قریب پہونچی اسوقت قویٰ بشری رکھنے والا کیا اُمید اولاد کی رکھ سکتا ہے پھر تیرہ برس کی عمر کا نوجوان لڑکا جو ۸۴ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو اُسکے ذبح کرنے کا اپنے ہاتھ سے ارادہ کر لینا معمولی سی بات نہیں ہے جس کے لیے ہر شخص طیار ہو سکے غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام ہیں اور قبر قریب ہی۔ پھر کیا باقی رہ سکتا ہے نہ مکان رہا نہ عزت و جبروت۔ مگر اے ابراہیم تجھپر خدا کا سلام! تو نے خدا تعالےٰ کے ایک اشارہ اور ایما پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں خواہشوں کو قربان کر دیا اور اس کے بدلے میں تو نے وہ پایا جو کسی نے نہیں پایا۔ خاتم النبیین اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا اور خاتم الخلفاء اسی خاتم النبیین کی اُمت میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا اسلم قَالَ اَسْلَمْتُ اے ابراہیم تو فرمانبردار ہو جا عرض کیا حضور میں تو فرمانبردار ہو چکا۔ اسلم نہیں کہا اسلمت کہا یعنی اپنا ارادہ رکھا ہی نہیں معاً حکم الٰہی کے ساتھ ہی تعمیل ہو گئی۔ پھر اس اخلاص سے کیا بدلا پایا یہی کہ **ابو الملۃ** ٹھیرا۔ جو کچھ چھوڑا اُس سے بڑھ کر ملا۔

اسی طرح سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر غور کرو۔ اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجھکو بادشاہ بنانے کے واسطے طیار ہیں۔ اگر تجھے دولتمند بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں اگر حسین عورت چاہتا ہے تو تامل و مضائقہ نہیں یہ کیا چیزیں تھیں مگر دنیا پرست کی نظر ان سے پرے نہیں جاسکتی تھی اسلیے اسی کو پیش کیا آپ نے اسکا کیا جواب دیا؟ یہی کہ اگر سورج اور چاند کو میرے داہنے بائیں رکھدو تو بھی میں اس اشاعت اور تبلیغ سے رُک نہیں سکتا + اللہ! اللہ! کسقدر اخلاص ہے اللہ تعالےٰ پر کتنا بڑا ایمان ہے۔ قوم کی مخالفت ان دکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپکو ڈالدینے کے واسطے رہ میں کسقدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں۔ ان تمام مفاد اور منافع پر ٹھوکر دینے کے لیے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیادار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ کو راضی رکھکر اُسکو مانکر اسکے احکام کی عزت و عظمت کو مدنظر رکھکر اس قربانی کا بدلا آپنے کیا پایا؟ وہ پایا جو دنیا میں کسی ہادی کو نہیں ملا اور نہ ملے گا

# اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

کی صدا کسکو آئی؟ اور کسنے ہر چیز میں آپکو وہ کوثر عطا کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی؟ سوچو! اور غور کرو!!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں انکے ہادیوں اور بانیوں کے حالات کو پڑھا ہے اسلیے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے ہادی کے لیے ہر وقت دعائیں نہیں مانگتی ہے مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارك وسلم کی دعا آپکے لیے کر رہے ہیں جس سے آپ کے اعلیٰ مراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ یہ خیالی اور خوش کن بات نہیں واقعی اسی طرح ہے دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت انکی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے مقررہ نماز کے علاوہ نوافل پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور درود شریف بطور وظیفہ کے پڑھنے والے بھی کثرت سے۔ اسطرح پر آپکے مراتب و مدارج کا اندازہ اور خیال بھی ناممکن ہے۔ یہ مرتبہ یہ فخر کسی اور ہادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا ہے +

باقی آیندہ

# مختصر نوٹ اور نکات

**اسلامی** دنیا اسوقت چلا اٹھی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر یہہ دن بہت سختی کے ہیں۔ اور مسلمانوں اور اسلام کے سنبھالنے کا یہی وقت ہے۔ اخبارات میں اس قسم کے مضامین کو پڑھ کر ہمیں حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ جس حال میں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے سرے تک بالاتفاق یک زبان ہو کر مسلمان پکار رہے ہیں کہ اسلام اور مسلمان نازک حالت میں ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نازک حالت سے بچانے والے کی تلاش انہیں جنون کے درجہ تک کیوں نہیں پہونچتی۔ اللوا کے لائق اور فاضل ایڈیٹر مصطفےٰ کامل نے پیرس کے ایک مشہور اخبار میں ایک مضمون لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اسوقت اسلام پر نہایت سختی کے دن ہیں اور مصر کے ایک مشہور اخبار الظاہر نے سلطان المعظم سے خطاب کرکے لکھا ہے کہ یہی وقت اسلام اور مسلمانوں کے سنبھالنے کا ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں اس امر کی داعی نہیں ہیں کہ انا لہ لحافظون کا وعدہ اب پورا ہو؟

مصر کے اخبارات مسلمانوں کی اس نازک حالت کو محسوس کرکے سلطان ٹرکی سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان کی حالت کو سنبھالے مگر وہ نہیں جانتے کہ [illegible] آسمانی عذاب اور سماوی قضا و قدر کے روکنے کیلئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں ہے مگر افسوس کہ اسکی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں دلائی جاتی اور جو توجہ دلانے والا ہے اس کی بدگوئی اور اس سے بدظنی پھیلائے کو اسلام کی ترقی کا راز سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے شاہانہ جاہ و حشم کے باعث کبھی ترقی نہیں کی۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ حقیقی اسلام نے سچے مسلمانوں کو بادشاہ بنا دیا ہے پھر اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ کسی بادشاہ یا سلطان کو قرار دینا خطرناک غلطی ہے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی فارغ البالی کا راز ہمیشہ وہ وجود رہا ہے جو خدا تعالےٰ سے فرستادہ ہو کر دنیا میں آتا ہے اور اپنی قوت قدسی سے ایک عظیم الشان انقلاب دنیا کی روحانی حالت میں کر دیتا ہے پھر یہی روحانی انقلاب مسلمانوں کی اصلاح حالت کا باعث ٹھیرتا ہے [illegible] پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ مسلمانوں کو کبھی بھول نہیں سکتا پھر اسوقت کسی سلطان کے سہارے سے اسلام باقی تھا یا اسلام کا محافظ خدا [illegible] رحیم ہے اور اسکا مظہر وہ وجود [illegible] ہے تائید یافتہ ہے۔ بس اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی حالت کی بحالی [illegible]

رازاسی کے دم عیسوی میں ہوتا ہے۔ اسلئے جو چاہتے ہیں کہ اسلام کا بول بالا ہو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت سنبھلے انہیں اس طبیب حاذق کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ورنہ اسے چھوڑ کر ساری دنیا کی تدابیر و تجاویز کرکے دیکھ لیں کامیابی کی صورت ناممکن اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا مقولہ صادق آئیگا۔

لاہور کی بائبل بک سوسائٹی نے ایک رسالہ بغرض ریویو دیا ہے جس کا نام انہوں نے ابطال مرزا رکھا ہے اور اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے مسیح کا آخری خطاب دجال سے۔ تجھ کو میری ناتہہ کی ایک مار کہا نا ہے۔ اور تو اس سے بچ کے نہیں جاسکتا۔ ہم انشاء اللہ کوشش کرینگے کہ اس رسالہ پر ریمارک کریں۔

لیکن ٹائٹل پیج کا یہہ فقرہ ہمکو بہت ہی پسند آیا۔ حقیقت میں یہہ بالکل سچ ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی حربہ اور ضرب سے

**مسیح الدجال** کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں اس پر آ کر ختم ہو جاتی ہیں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہہ مسلم عقیدہ ہو گیا ہے کہ دجال کی آخری اور فیصلہ کن شکست مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہاتھ سے ہونیوالی ہے۔ اور اب عیسائی دنیا یورپ اور امریکہ میں چلا اٹھی ہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد نے موجودہ عیسائیت کے تمام عقائد اور اصولوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ان کی تحریروں کو پڑھ لینے کے بعد کوئی دانشمند عیسائی نہیں رہ سکتا۔ یورپ کے اہل الرائے عیسائی اس فکر میں ہیں کہ یورپ کو عیسائی رکھنے کے لئے ان کا قومی اور ملکی فرض ہو گیا ہے کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کے نیزۂ قلم سے عیسائی ذریت کو بچائیں۔

ان دیسی عیسائیوں کو ابھی معلوم نہیں (یا معلوم ہے مگر یہہ اس تر کے والے مثل کے طرح کہہ رہے ہیں کہ آئی جھوٹ ہو) کہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا میں دجال پاش پاش ہو رہا ہے اور صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ بائبل بک سوسائٹی کو ریویو کیلئے انتظار کرنا چاہیئے

**تاہم** یہی رسالہ جو بغرض ریویو ہمیں دیا گیا ہے اس کے دوسرے صفحہ پر ایک نوٹس لکھا گیا ہے کہ اس رسالہ پر حضرت اقدس کا کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اور لکھا ہے کہ اگر تم پیش از وقت بولوگے تو ہم آئندہ تم سے مخاطب ہونگے اس بات کو خوب یاد رکھنا۔ سچ ہے صلیب پرستار اور مردہ پرستوں کے ہو جاری راستی اور صداقت سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ ان میں انصاف اور دیانت سے کام لینا جائز نہیں سمجھا گیا کیوں حضرت ایک طرف رسالہ بغرض ریویو پیش کرنا اور دوسری طرف قدم اٹھانے سے روکنا

یہ خالی چالاکی ہے۔ دیدارے نمائی و پرہیز کی۔ پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر حق اور حقیقت سے غرض ہے تو پھر اس کے کیا معنے کہ کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اس بزدلی اور کمزوری کی بھی داد دینی چاہیئے۔ لیکن بائبل بک سوسائٹی کے ممبر یاد رکھیں کہ جب اس رسالہ پر ریویو ہوگا تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ واقعی **مسیح موعود**

**کی پاس دجال کی ہلاکت کیلئے ایک ہی حربہ کافی ہے**

ضرورت امام پر بحث کرتے ہوئے فاضل سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ نظام ظاہری کے قیام و بقا کے لئے حکیم خالق نے ایسا چاہا ہے اور انسانی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ کوئی کتنا ہی اپنے تئیں دور کھینچے کتنی ہی آزادی چاہئے پھر بھی اوسکو ایک حکمران یا سرپرست سے چارہ نہیں ہر کوئی کمیٹی کوئی مجلس کوئی کونسل کوئی پارلیمنٹ ایسی نظر نہیں پڑتی جسمیں ایک میر مجلس یا پریسیڈنٹ نہ ہو کوئی گھر نہیں جس کا انتظام طبعًا و لازمًا اس امر کا مقتضی نہیں ہوتا کہ کوئی ذی اختیار و ذی اقتدار آدمی اس میں سرپرست ہو جو سب کو ایک جتھے میں قائم رکھے اور مختلف خیالات و جذبات کو ریک تہام کرا ایک سلسلہ انتظامیہ میں منسلک کر دے۔ غرضیکہ انسانی فطرت کے مطالعہ سے صاف ثابت ہے کہ جسطرح انسان کو انتظام ظاہری کے لئے اس سے بے نیازی نہیں کہ وہ ایک خاص حکمران یا سرپرست اپنے لئے مقرر کرے جو متفرق خیالات کو جمع کرے مختلف جذبات کو متحد کرے اس کل کو عمدہ اسلوب اور احسن نظام پر چلائے اسی طرح روحانی حکومت اور باطنی نظام کے لئے بھی ایک خاص فرد ہونا لازمی اور ضروری ہے جسکو ظاہری حاکم یعنے بادشاہ کے مقابل امام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

## ہمارے عزیز بھائی رحمت علی

## ہاسپٹل اسسٹنٹ شہید ہو گئے

## اللھم یا ارحم الراحمین ارض عنہ وارحمہ

کئی دنوں سے پیسہ اخبار میں اس خبر کے اشتہار نے شہید مذکور کے دوستوں اور رشتہ داروں کو سخت پریشان کر رکھا تھا اور وہ امید و بیم کی حالت میں اس خبر کے صدق و کذب کی تحقیق میں مصروف تھے۔ مگر عادتًا امید کی طرف زیادہ تر میلان تھا۔

آج ہمارے عزیز دوست سید جلال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ سوہا برگ سوماری لینڈ کے خط سے سید کی کمر بالکل ٹوٹ گئی اور ہمارے دلوں کو اس بات پر یقین کرنے کا ناگوار اور تلخ پیالہ پینا پڑا ہے کہ اس بوم شوم کی دی ہوئی خبر درست تھی۔

سید جلال صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کانفرنٹ منگل درویش کے میدان سے شہید ہوئے۔ جب کہ اس کے زخموں کو ڈریس کر رہے تھے۔ مفصل کیفیت جو ہمیں تفصیل طلب قلوب کی پیاس کو بجھا سکتی سید صاحب موصوف خبروں کے مطلع کی تاریکی یا شدت اضطراب سے پیدا ہونے والی جلدی کے سبب تحریر نہیں کر سکے۔ امید ہے کہ ہمارے عزیز سید صاحب جسقدر ممکن ہو سکیگا۔ ہمارے اس انتظار اور قلق کے رفع کرنے کیلئے تا بقدر کوشش کرینگے۔

شہید کی زندگی اگرچہ اسقدر مختصر ہو کہ طفولیت اور ناسمجھی ہوئی جوانی کے جوشوں کے وقت کو اگر اس میں سے منہا کر دیا جائے تو بہت ہی کم وہ حصہ رہ جاتا ہے جسے دنیا کے پر آشوب اور پر فتن اور پر امتحان میدان میں تکاپو کرنیکا وقت کہا جاتا ہے۔ مگر ۲۷۔ یا ۲۸۔ برس کی تھوڑی سی زندگی میں اُن سے وہ کام ظہور میں آئے جو بڑی لمبی عمر اور دراز مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد بھی بہت ہی تھوڑے لوگوں کے ہاتھوں سے نکلا کرتے ہیں۔ مرحوم مغفور پرلے درجے کے متقی تھے۔ انہیں جمعیت باطن۔ سکینت اور ورع اسدرجہ کی حاصل تھی کہ ان سے گہری واقفیت رکھنے والے آن کی ولایت کی صدق دل سے قائل تھے

عین آغاز شباب میں جو جذبات اور شہوات کے خوفناک جوشوں کا زمانہ ہوتا ہے وہ مشرقی افریقہ میں کئی سال تک رہے۔ تنخواہ معقول پوری آزادی۔ نہ بزرگوں کا سایہ سر پر۔ نہ اقربا کی رعب ناک تصویر آنکھوں کے سامنے۔ ایسے اوقات اور ایسے میدانوں میں جہاں بہتوں نے جان اور ایمان سے کیسے خالی کر دیئے۔ جہاں اکثر آب آتشین کی پرزور رو کے آگے نہ نکل کر عدم کے سمندر میں جا پہنچے اور بہتیرے دوسرے رنگوں کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر نقد جان و ایمان کھو بیٹھے وہاں ہمارے پیارے اور مرحوم رحمت علی نے۔ زہد۔ ورع۔ تقویٰ۔ طہارت اور ایمان پائندہ کا وہ نمونہ دکھایا جو ہم سلسلہ احمدیہ کے بزرگ اور مشہور راستبازوں اور گذشتہ پاکبازوں کے سوا کسی مذہب اور مشرب کے بہتیرے پیروں میں نہیں پاتے ان کی پاک اور متقیانہ زندگی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں وہ رہے محض آنکی چال چلن کو دیکھکر بہت سے لوگوں نے خدا تعالےٰ کے سچے خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو شناخت کر لیا۔ یہ بالکل صحیح اور حق بات ہے کہ رحمت علی مصداق آئینہ تھے حضرت مرسل اللہ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے دیدار کیلئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

حضرۃ علیؑ کو کہ ایک دل بھی تیرے ذریعہ سے ہدایت پا جائے تو تجھے سرخ اونٹوں سے بہتر خیال کرنا چاہیئے۔ مغفور رحمت علی کے ذریعہ سے بہت سی جانیں اس لعنت ابدی سے بچ گئیں۔ جو مسیح موعود مہدی علیہ السلام کے انکار اور کفر کے سبب نازل ہوتی ہے۔

میری طرف کئی دوستوں نے خطوط میں لکھا ہے کہ رحمت علی کے طفیل سے اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت نصیب ہوئی کہ ہم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے یہ بات صحیح ہے کہ بعض فطرتوں میں اللہ کیطرف سے وہ مادہ جذب رکھا ہوتا ہے جو انبیاء و ماموروں کی جبلت میں مفطور ہوتا ہے۔ وہ جہاں ہوتے ہیں۔ اکیلے اور مہجور رہ نہیں سکتے۔ وہ ضرور ایک جماعت بنا لیتے ہیں۔ وہ اس قندیل کیطرح ہوتے ہیں جو موسم برسات میں روشن کیجیے ہزاروں پروانے اور ادھر ادھر سے اسکے گرد جمع ہو جاتے ہیں ہمارے عزیز مرحوم رحمت علی ایسے لوگوں میں سے ایک تھے۔ ایسی قوت جذب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھی۔ اس مقدس جماعت نے دلوں کو اپنے تقوے کے جذب سے مسخر کیا عجیب بات ہے کہ جس قوم کی سرزمین پر ان کی قاہر اور منصور و مظفر تلوار چلی اور ان کے تختوں کو انہوں نے تختہ کر دیا وہی قومیں ان کی راست بازی کی شرح صدر سے قائل اور گرویدہ ہو گئیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ دنیا کی دوسرے فاتح قوموں کی تاریخ میں نہ صرف اس کی نظیر موجود نہیں نایاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور ہمارے سلسلہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے کی بینظیر دلیل ہے کہ اسطرح کی قوت قدسی ہماری جماعت کے اکثر احباب میں پائی جاتی ہے۔ بہتوں نے ان کے ہاتھوں پر ان کے سیرت کے مطالعہ کے بعد اپنی ناپاک زندگی سے توبہ کی اور سچے تائب اور متقی بن گئے۔

خدا تعالیٰ جس قوم کو ترقی دینا چاہتا ہے ان میں ترقی اور ابدی زندگی کے موجبات اور اسباب پیدا کر دیتا ہے بڑا قوی سبب اور موجب جو درحقیقت تمام مختلف اسباب کا محور ہے تقوے ہے۔ اسی پہلی برگزیدہ جماعت کو جسے خدا نے دنیا کیلئے اسوہ بنانا تھا اپنی بزرگ کتاب میں بار بار یہی فرمایا کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ تمام قرآن شریف تقوی کی تاکید سے بھرا ہوا ہے۔ آخرکار وہ تقوی ہی کی بدولت ان تمام دشمنوں پر غالب آ گئے جو اپنی بدکاریوں اور ریاکاریوں کی بدولت خدا تعالیٰ کی نظر میں مقہور اور مغضوب ہو چکے تھے۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے رسول اور نبی کو صلوات اللہ علیہ وسلامہ یہی وحی ہوئی ہے کہ اپنی جماعت کو تقوے کی ترغیب دلاؤ اور تقوے کی تاکید کر اس لیے کہ میرا مبارک وعدہ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تقوی کی شرط سے مشروط ہے۔

ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے ڈاکٹر رحمت علی شہید زندہ سبق چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ منہ کی چالاکیوں اور لفاظیوں کا شیدا و شیفتہ نہیں ہوتا اس کی لطیف نگاہ دلوں کی تہ تک جاتی ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اس کا دل اس جانگداز فکر سے خالی نہ ہو کہ اب تک اس نے تقوے طہارت سے کہاں تک حصہ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے انفاس کو کہاں تک قوۃ قدسی اور پاک جذب سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ وہ اس غم سے پگھلتی رہیں کہ کب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہداء علی الناس اور خیر امۃ ہونے کے مستحق ہوں گے اور کب وہ وقت ہوگا کہ اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی شیریں آواز سن لیں گے مومن جوانمرد عالی ہمت ہوتا ہے۔ چھلکے پر قناعت کرنا اور محض خشک لفظوں پر ناز کرنا پست ہمت مجوبوں کا کام ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ پیارے رحمت علی کا آخری خط جو میرے نام آیا شائع کروں اس سے ان کے اخلاص اور توجہ کا ثبوت ملتا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی شاخوں کی طرف تھی اور نیز یہ خط ان کی آخری یادگار کی حیثیت میں فرقتزدہ دلوں کی تسکین کا موجب ہوگا اس کے بعد دوسرا خط سید جلال صاحب کا ہے جس میں وہ شہید کی طرز شہادۃ اور سیرت پر گفتگو کرتے اور چاہتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ حضرت شہید کی سیرت سے حصہ بخشے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان سید صاحب کی دعا اور آواز کو سنے اور آرزو کو پورا کرے۔

آخر میں میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحمت علی کی والدہ ضعیفہ اور ان کی بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(آمین) عاجز عبدالکریم۔

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرم بندہ حضرت مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل الحکم کے ذریعہ مدرسہ کے متعلق حضرۃ رسالت مآب کا حکم عالی پہنچا جس کے پڑھنے سے بدن کانپ اٹھا۔ میں بھی ان بدبختوں میں سے ہوں جو بسبب چند مشکلات (جن کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو یہاں آکر دیکھے) اپنا مقرر کردہ ماہوار چندہ برابر نہیں بھیجتا رہا اس لئے حضور کی خدمت عالی میں بھی عرض ہے کہ جناب اس نابکار کو براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ سکول و کالج میں سنہ ۱۹۰۲ء و سنہ ۱۹۰۳ء میں میری طرف سے کس قدر روپیہ پہنچا ہے تاکہ جو کمی اس میں ہو وہ جس وقت موقعہ ملے پوری کر سکوں۔ میری طرف سے پانچ روپیہ ماہوار کے حساب سے دو سال میں ایک سو بیس روپیہ پہنچنے چاہئیں۔ میں وقتاً فوقتاً کچھ روپیہ بھیجتا رہا ہوں جس کا حساب میرے پاس نہیں اس لئے آپ اگر حساب سے اطلاع بخش سکیں تو ایک سو بیس میں سے جو کمی ہو وہ پوری کر دی جاوے۔

آخر دسمبر میں پھر لڑائی پر جانا ہے اس دفعہ ایک سخت فیصلہ کن جنگ کی امید ہے ملا یہاں سے نزدیک قریباً کئی ہزاروں کے ہمراہ پڑا ہے۔

خاکسار رحمت علی ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

مذکورہ بالا خط مرحوم کیطرف سے مولوی عبدالکریم صاحب کے نام تھا۔

ذیل کا خط سید جلال صاحب کیطرف سے مولوی صاحب موصوف کے نام ہے۔

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس جانگداز جگر پاش واقعہ کو تحریر میں لانے کو قلم آگے تحریر کو یاری نہیں دیتی ہر لفظ پر قلم رکتی ہے۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہیں وہ خبر یہ ہے کہ ...... ڈاکٹروں نے تحریر فرمایا ہے کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب خدا مغفرۃ کرے مورخہ ۱۰ جنوری کی لڑائی میں جبکہ وہ دشمنوں کے زخموں کو بطور ہمدردی ڈریس کر رہے تھے۔ ایک ظالم مجروح نے ایک بھالہ ان کی چھاتی میں گھسو دیا اور اس طرح سے ہم سے نونہال احمدی اور مولی کو ہم سے جدا کر ڈالا ہے۔ ڈاکٹر رحمت علی کو شائد جماعت احمدیہ کے کل بھائی جانتے ہیں۔ چنانچہ جماعت افریقہ تو ان کو ماں باپ کے تعلق سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔ کیونکہ اس دور خطہ میں انہوں نے ہی پہلے ہماری احمدی جماعت کا بیج بویا۔ یہاں پر انہی کی طفیل سے جماعت احمدی کھڑی ہوئی ان کی بردباری حلیم مزاجی۔ خشیت اللہ وزہد ہر ایک ان سے سن آدمیوں کے لئے ایک نمونہ تھی۔ باوجود اتنی تکالیف لڑائی کے وہ اپنے آقا کے حکم پہونچانے اور خطوط کا جواب دینے اور اپنے حکم خدا کے بجا لانے میں کبھی طبیعت میں کسل نہ لاتے تھے۔

وہ شخص فدائے قوم تھا اور اس کے دل میں تمنا تھی کہ کوئی وقت اسلام کا بول بالا دیکھے جسکا بیج بذریعہ میگزین اب بویا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ انکی عمر نے وفا نہ کی اور تمام امیدیں سینہ میں رہ گئیں۔ خدا ان کو غریق رحمت فرماوے اور ان کے عزیز وا قربا اور جماعت احمدی کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ یہ بھی شہزادہ عبداللطیف کی طرح شہید ہوئے کیونکہ دشمن کے زخموں کو بطور ہمدردی اسلامی ڈریس کرنے لگے اور مارے گئے۔

میں کل جماعت احمدی کی خدمتوں عموماً اور حضور اقدس اپنے آقا مہدی و مسیح ع کی خدمت میں خصوصاً ملتمس ہوں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے یہاں پر ہم پڑھ چکے اور دعا کر رہے ہیں۔

میں اپنے آقا سے ملتمس ہوں کہ کوئی دعا فرماویں کہ ظالم ملا کا خاتمہ ہو جس نے ایسی قیمتی جان کو تلف کیا ہے۔

نیز ان کے جملہ اسباب و صندوق میرے پاس ہیں۔ اور کتب بھی میرے پاس موجود ہیں۔ براہ مہربانی ان کے بھائی صاحب اور ان کے ورثا سے دریافت کیا جاوے کہ ان کی بابت کیا کروں میں انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی ایک سال بعد واپس آؤں گا۔ اگر کہیں تو ہمراہ لے آؤں۔ یا کچھ اور بندوبست کروں۔ ملتمس ہوں کہ بذریعہ اخبار البدر والحکم مطلع کیا جاوے۔ کل خط و کتابت بندہ کو نام پر ہو۔

کہ احقر سید جلال ہاسپٹل اسسٹنٹ سول ہسپتال بربرا

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مکرمی معظمی جناب اخویم محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بھائی رحمت علی مرحوم کی وفات کی متوحش جانگداز خبر نہایت رنج والم کی حالت میں آپ کو سناتا ہوں۔ کاش کہ اس کی بجائے اور خبر سناتا ہوتا۔ وہ نوجوان واقعی نور قلب سے معمور دین کا سخت دلسوز اور جان توڑ کوشش کرنیوالا تھا۔ ان کے حسن اکرام کو کہاں تک بیان کروں کسی کے قرضہ میں بطور ہمدردی ہاتھ بٹانے میں شریک تھے کسی کے نام اخبار جاری کرانے۔ کتب دینے کسی کو نقد روپے دینے میں۔ کسی سے جوانمردانہ بحث کرنے میں اور جس جگہ گئے ہر دلعزیزی پیدا کی یہانتک ان کا اندرونی تقوے مشہور تھا۔ کہ سارے اکثر نماز کے پابند ہیں لیکن ان کو آدم وغیرہ ملاں کا لقب .... انہی ان کی لڑائی کی تکالیف میں نماز کی پابندی کی وجہ سے دے رکھا تھا اور وہ سپاہیوں میں اسی نام سے مشہور تھے ایک دفعہ ان کے افسر کپتان ڈاکٹر نارسکلے نے ایک دفعہ ان کو کہا کہ اگر ہم اتنی عبادت کریں تو بہشت میں جانے کیلئے خدا کی اجازت بھی نہ مانگیں وہ اکثر صاحب کشف بھی تھے عموماً پہلے سے انکو سچی خوابیں آ جاتی تھیں بسا اوقات انہوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ یہ امر مجھکو خواب میں ایسا دکھایا گیا۔ وہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ یہی قریب کا ذکر ہے شائد ان کی وفات سے کوئی ۱۵ یوم پہلے کہ مجھکو لکھا کہ تھا کہ میں میں نے خواب میں لڑائی کو گھوڑا میں کھلا پایا ہے چنانچہ اس کے چند یوم بعد ایسا ہی ہوا کہ صدر...

۴ جنوری کو میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور میں نے انکو خبر بھی بھیجی لیکن مجھکو معلوم نہیں کہ وہ خط اون کو ملا یا نہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت ۵ دار جنوری کو ہوئی۔

ماشاء اللہ مرنے کے پہلے ہی خلق اللہ سے ہمدردی کا ثبوت دے گئے کہ دشمن یعنے ملاکو زخموں کو ڈرس کرنے لگے اسی مردود مجروح نے اپنا بہالا ان کو زور سے مارا کر فوراً شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے۔ اور ظالم کو جزائے بد دے۔ یہاں کل افریقہ میں جماعت احمدی کی ان نے ہی تخم ریزی کی ہے وہ ہمارے رہنا کی قلیل جماعت کا سرتاج اب ہم بے سرو پا ہو گئے۔

زیادہ تحریر کرنے میں دل منہ کو آتا ہے میں نہیں جانتا کہ آپ لوگوں کو اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو اور ان کی بیوہ شدہ کو کیا رنج پہونچیگا۔ اور کس طرح سے اس صدمہ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ سبکو بذریعہ اخبار ملاقات تسلی دیں۔ میں نے قبل ازیں ایک خط مختصر جلدی میں اطلاعی طور پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو لکہا ہے۔ ان کا تمام اسباب قالتو بکس کتابیں وغیرہ سب میرے پاس پڑی ہیں بذریعہ اخبار مشتہر فرماویں کہ میں ان کے جملہ اسباب کی بابت کیا تجویز کروں سب خط و کتابت میرے نام پر ہو۔ حضرت اقدس کی خدمت میں یہ التماس عرض فرماویں کہ دعا فرماویں کہ ہم سے کوئی صاحب اس قابل ہو جاوے کہ ان کیطرح دوسروں کیلئے زندہ نمونہ ہو سکے۔ بندہ سخت گنہگار ہے اور خواہاں ہے کہ خاص توجہ سے بندہ کے حق میں دعا فرماویں ابھی تک نماز بھی درست نہیں پڑہی۔

... ہاں مذہبی دلسوزی کا مادہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ نجات ابدی کے واسطے مجھے یہ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بہر کیف مجھکو اپنی عافیت کے بخیر ہونے کیلئے حضرت اقدس مسیح و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی ازحد ضرورت ہے۔

میں اپنے گناہوں کی شرم کے سبب خود خط نہیں لکھ سکتا۔ آپ خود مہربانی کر کے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے ذکر فرماویں کہ کس طرح بندہ مرحوم کیطرح نور قلب سے ملو ہو جاوے۔

سب اصحاب احمدی کی خدمت میں سلام اور باقی اصحاب احمدی جو لڑائی میں شامل ہیں ان کی خیر عافیتی کے لئے دعا کیجاوے۔

احقر سید جلال احمدی ہاسپٹل اسسٹنٹ انچارج ڈسپنسری ہمبرا سالی لینڈ ہمبرا۔

(از البدر)

# حضرت مسیح موعود اور پاینیر

## (نمبر ۱۴)

گذشتہ نمبروں میں ہم نے ثابت کر دکہایا ہے کہ پاینیر کا یہ کہنا کہ یہاں ذراسی بھی مذہبی تحریک ایسی ہے جیسے بس میں چنگاری بالکل عیسائی مشنریوں کے حسب حال ہے اور اس کے سچے مصداق یہی یسوعی لیلے ہیں ہم نے واقعات کی بنا پر عیسائی مصنفوں کی تحریروں اور سب بڑھکر خود پاینیر ہی کے کالموں سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد پاینیر لکھتا ہے۔

کہ یہ بات صرف سرحد اور دہ یا خاص لوگوں ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ عام ہے سوڈان سالی۔ اور سرحدی فرقوں کی زندہ مثالیں موجود ہیں پاینیر اس فقرہ سے بھی یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہبی تحریک ہی ان شورشوں اور شررہ پشتیوں کا باعث ہوتی ہے جو آئے دن سرحد پر ہوتے رہتے ہیں یا سوڈان یا سالی لینڈ میں جنکا ظہور ہوا ہے۔

ہم اس بات کے ماننے کے واسطے طیار نہیں ہیں کہ حقیقی مذہب کی تحریک سے ایسا ہوتا ہے بلکہ ایک غلط فہمی اور غلط کاری ہے جو ان شورشوں کی تہ میں کام کرتی ہے اور جہانتک ہمارا خیال ہے ہم اس کے بانی اور باعث بھی ان مشنریوں کو ہی سمجھتے ہیں اور ہم کو اس امر کے اعتراف سے بھی کوئی شرم نہیں کہ بعض نادان اور خام خیال ملاؤں نے بھی اصول مذہب کی ناواقفی کی وجہ سے جہاد کو صحیح اور جائز قرار دے رکھا ہے۔ یہ ایک غلطی ہے جو عام مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اسی کی اصلاح کیلئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آیا ہے تاکہ وہ امن اور صلحکاری کا سفید جہنڈا بلند کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ سرحد پر خیالات خام جہاد کے پہیلے ہوئے ہیں اور وہ مذہب کی آڑ میں خون ناحق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر اس خون ناحق کے بعض نادان مولوی اور مفتری مشنری ذمہ وار ہیں + جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجھا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انھوں نے جہاد کا مفہوم غلط سمجھا۔ برخلاف اس کے پادریوں نے سرحدی جاہلوں اور تند خو لوگوں کو برافروختہ کر دیا۔ کیونکہ انھوں نے جہاں ایکطرف فارسی و اردو اور پشتو میں ہزاروں کتابیں رسالے اور اشتہار اسلام کے خلاف شائع کیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور قرآن کریم پر حملے کیے وہاں انھوں نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے بھی رسالوں میں جو پنجاب و ہندوستان اور سرحدی علاقوں میں شائع کیے گئے) یہ بھی شائع کیا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے ہی کا نام اسلام ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرحدی شوریدہ پشت دیوانوں نے جہاد کی دوگواہیاں پالیں مولویوں کی غلط فہمی اور پادریوں کا افترا اور اس سے ان کے جوش بڑھ گئے اور انسے وہ حرکات سرزد ہوئیں جو اب اسلام پر بدنما داغ لگانے کے لیے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان غلط خیالات کی اشاعت سے سرحد کے پرجوش دیوانوں پر بڑا اثر پڑا ہے اور بار ہا ملک کی حالت امن مخدوش حالت ہونے کی قریب پہنچی ہے۔ لیکن ہم یہ ماننے کو طیار نہیں ہیں کہ مذہبی تحریک اسکی محرک ہے بلکہ اسکے ذمہ وار

## یا تو مبدء ملّا ہیں اور یا مفتری مشنری

اور ملک میں امن اور صلاحیت کے خیال کو پیدا کرنے کے لیے گورنمنٹ کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ پادریوں کی ان تمام اور ناپاک اور بیہودہ اور بیفائدہ تصنیفات کے ذخیرہ کو تلف کر دے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے اور پاینیر کو چاہیے تھا کہ بجائے کہ مذہبی تحریک کو اسکا ذمہ دار قرار دے مشنریوں کو اسکا ذمہ دار قرار دے اور اسکو پر زور آرٹکلوں میں گورنمنٹ کو متوجہ کرنا چاہیے کہ یہی لوگ ہیں جو غلط اور بیہودہ اعتراض کر کے مسلمانوں کے دلوں کو رنج پہونچاتے اور انکو جہاد کی یاد دہانی کرتے کراتے ہیں

یہ ہمارا اپنا ہی خیال اور رائے نہیں ہے بلکہ اس رائے کو ہندوؤں کے علاوہ بعض منصف عیسائیوں نے بھی قبول کیا ہے چنانچہ ذیل میں ہم بعض معزز ہندو و سکھ اور عیسائی اخبار و نکی رائیں پادریوں کی بعض تصنیفات پر درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے لائق پاینیر بہادر کے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں اور

وہ یہ ہیں

## رائے ہندو پرکاش امرتسر و آفتاب پنجاب لاہور کہ ان دونوں اخبار و کے مالک اہل ہنود ہیں

چونکہ پادری عماد الدین صاحب امرتسر میں پادری کا کام کرتے ہیں وہیں کے اخبار ہندو پرکاش جلد ۲ نمبر ۴ مطبوعہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں جو امرتسر کے اہل ہنود کیطرف جاری ہے لکھا ہے کہ پادری عماد الدین امرتسری کی تصنیفات تاریخ محمدی وغیرہ (وغیرہ سے مراد ہدایت المسلمین) کچھ اُس کتاب سے شورش انگیزی میں کمتر نہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے صدہا سالہ اتفاق اور محبت کو نفاق اور عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو یک لخت ہلاکت کا منہ دکھا دیا پہلا پادری صاحب کی تصانیف یعنی تاریخ محمدی اور ہدایت المسلمین اور تفسیر مکاشفات امن عامہ کے خلل اندازی میں کس لیے ناکام رہیں پنجابی مسلمان مفلس کم ہمت اور اکثر جاہل ہیں یا وہ انکو سمجھتے نہیں اور صرف مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پھاڑنے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں اگر بفرض محال وہ سارے الزامات سچے بھی سمجھے جائیں تاہم بیچارے پادری صاحب کے کام تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۴ کے اعتراض سے محفوظ نہیں کیونکہ اسمیں ہر ایسے فعل کا رفاہ عام کی نیت سے ہونا مستثنی کے لیے شرط ہے۔ مندرجہ بالا فقرے ہم نے اخبار آفتاب پنجاب جلد ۲ نمبر ۲۹ سے انتخاب کیے ہیں جس بنا پر اخبار مذکور کے اڈیٹر صاحب نے وہ تمام مضمون لکھا ہے ہم اُس سے صرف مقتبس فقروں کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور جو شکایت صاحب موصوف پادری عماد الدین کی تصنیفات کے بارہ میں کرتے ہیں بلحاظ ملکی مصلحتوں کے ہم اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ انکی تصانیف میں جسکا حوالہ اوپر درج ہے بلا شبہ امن میں خلل پڑ سکتا ہے اور وہ کچھ عجیب ڈھنگ سے مرتب ہوئے ہیں کہ جنکو فی الجملہ شرارت انگیز بلکہ شرر خیز کہنا ذرا بھی غیر حق بات نہیں

ایسے ایسے ملکی شور و شر کے حق میں جو اس قسم کی کتابوں سے پیدا ہوتا ہے بقول وقائع نگار موصوف کے سرکار کیطرف سے مناسب انتظام لابد ہے۔ ہم بتلا سکتے ہیں کہ دانشمند گورنمنٹ نے اسطرح کے معاملات میں دخل دیا ہے چنانچہ اسی ہندوستان کے اندر لارڈ ولزلے صاحب سابق گورنر جنرل نے ۱۸۰۲ء میں ہندوؤں کی رسم جل پرواہ کو حکماً بند کر دیا اور ۱۸۲۹ء کے اندر لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل نے ستی کی قدیم رسم کو قانون مرتب کر کے موقوف کروا دیا۔ گورنمنٹ اس بات کو معلوم کرلے کہ کیوں ہندوستان کے مسیحی مصنفوں میں سے تمام لوگ پادری عماد الدین کو ہی انگشت نما کرتے ہیں اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری تالیفات سے

## عام لوگ مذہبی ولولہ میں آکر اور حرارت سے مغلوب ہو کر بے ادائیاں کریں اور سرکار میں مفسد شمار ہو جاویں۔

ہم نے سنا ہے کہ پنجاب ٹریکٹ سوسائٹی کی پبلشنگ کمیٹی نے شورش انگیز کتاب کے دو حصے حصہ کو اسی وجہ سے

...شائع کیا ہے کہ اُس میں پہلے حصے سے زیادہ ... باتیں دیتی ہیں اگر یہ بات سچ ہے تو ... نے خوب کہا " انتہیٰ تمام ہوئی عبارت ... کاشی کی۔

## شمس الاخبار لکھنؤ

... صاحبوں کے شمس الاخبار لکھنؤ ... امریکن مشن پریس ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء ... جلد ۷ باہتمام پادری کریون صاحب ... ۹ میں لکھا ہے کہ نیاز نامہ جس کے ... صفدر علی صاحب بہادر جو کبھی کمشنر ... اسسٹنٹ کمشنر ضلع ساگر ملک متوسط تھے ... ہیں عماد الدین کی تصنیفات کی مانند لغو ... ہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور

**اگر ۱۸۵۷ء کے مانند پھر غدر ہوا ... ہی شخص کی بدزبانیوں اور ... بیہودگیوں سے ہوگا۔** جب

... کیا ہر بندہ روپے کو بھی کوئی نہ پوچھے اور ... پنشن میں ۷۰ ستر روپے ماہواری اور کوٹھی ... مسجد کے احاطہ کے اندر چاہیں تو تیل نکالنے ... کا کولھو بھی بنالیں۔ ایسے لالچیوں کو کیا کہنا چاہیے۔ انتہیٰ۔ (باقی آیندہ)

# مسئلہ جہاد پر گفتگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود امام زمان علیہ السلام کی مخالفت جو اکثر نافہم مسلمان کر رہے ہیں اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدس اُن کے خیالی جہاد کی مخالفت میں اپنی تعلیم بیان کرتے ہیں۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں گورنمنٹ محسنہ برطانیہ کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جبکہ انھوں نے جہاد کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پُرانے فیشن کے علماء کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی تعلیم اور شرائط بیعت میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے گورنمنٹ برطانیہ سے **جہاد کا خیال** بھی ایک ناقابل عفو **گناہ** ہے اور ہم اپنے ہادی کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کو اولوالامر میں داخل کرتے ہیں اور اسلئے اولوالامر کی اطاعت بھی خدا کا حکم سمجھکر کرتے ہیں۔ بیشک یہ گورنمنٹ اسی قابل ہے کہ اسکو ہم سچا نیز مہربان والدہ کے خیال کریں۔ ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کردی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کرسکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارا خون حلال جانتے ہیں اور ہمارے مال و اسباب تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں۔ میں آج جہاد پر گفتگو کروں گا کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ اس غلط فہمی کو جو اکثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے ہمیشہ دور کرتا رہوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیر خواہی لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤں میں جہاد پر پوری بحث کروں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ہرگز ہرگز گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے

اے مسلمانو تم گورنمنٹ برطانیہ سے کیوں جہاد کرو ؟ کیا اولوالامر اور مہربان ماں سے بھی جہاد جائز ہے ؟ کیا تم خدا کے اُن احسانوں کو بھی بھول گئے جو اُسنے گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے تمپر کیے ہیں ؟ پنجاب کی کیا حالت تھی وہاں کے مسلمانوں کو خدا نے کس کے ذریعہ سے آزادی دلوائی ؟ مرہٹوں کی سختی اور ظلم سے کسکے ذریعہ چھٹکارا ملا۔ یہ موجودہ مذہبی آزادی تمھیں کس سے ملی؟ کیا تم ان احسانوں کو اتنا جلد بھول جاؤگے! افسوس ایسی حالت میں جہاد کا خیال شرم! شرم!! شرم!!! اور مسیح موعود کو تو ایسے وقت میں آنا ہی تھا کہ جہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ ہووے۔ جب ہی تو ایسی گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں ہم مسلمانوں کو پیدا کیا اور یہیں مسیح موعود بھی مبعوث ہوئے

میرے مخالفو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ مسیح موعود جہاد کیوں نہیں کرتا ؟ وہ جہاد کرے تو کس سے کرے ؟ میں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ جس سے مسیح موعود کو کسی سے عموماً اور گورنمنٹ برطانیہ سے خصوصاً جہاد کرنا ضروری ہو۔ بلکہ اگر وہ جہاد کرنے کا خیال بھی کریں تو وہ گنہگار ہوں گے کیونکہ حدیث میں اُنکے لیے یضع الحرب وغیرہ وغیرہ آ چکا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ مامور من اللہ وحشیوں کی طرح بغیر وجہ لڑتا پھرے اور آخر مارا جائے یا فتحمند ہو ؟ بھائیو! اسلامی جہاد کا حکم بلا وجہ نہیں ہوا بلکہ جب ہر ایک طرح کی تکلیفیں آنحضرت کو اور مسلمانوں کو پہونچ چکی تھیں تو محض امن قائم کرنیکے لیے مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کا حکم ہوا تھا تو کیا اس گورنمنٹ برطانیہ نے امن قائم رکھنے میں کسی طرح کی کسر باقی رکھی ہے جو مسیح موعود یا کسی مسلمان کو جہاد کا اعلان دینے کی ضرورت پیش آتی ہے؟

ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس گورنمنٹ نے امن کا وہ نمونہ دکھلایا ہے کہ جسکی مثال ابتدائے دنیا سے آجتک ملنا ناممکن ہے اور نہ اس سے بڑھ کر امن کی حالت عقل تجویز کرسکتی ہے۔ تو پھر کونسی دیوانہ ہوا ہے جو جہاد کرنے کے لیے اُٹھے۔ اور اگر یہ کہو کہ اسلام پھیلانے کے لیے تو یہ ناجائز ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اسلام میں بزور شمشیر مذہب منوانا جائز ہے اور یہ محض جھوٹا الزام ہے۔ اور ہمکو ایسی باتوں سے بچنا چاہیے۔ اسلام میں ہرگز ہرگز زبردستی مذہب پھیلانے کا حکم نہیں ہے۔ سنو! اور غور سے سنو۔

(۱) اگر اسلام میں بزور شمشیر زبردستی مذہب منوانے کا حکم ہوتا تو خدا یہ نہ فرماتا کہ "دین میں زبردستی نہیں" اور یہ کہ "تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافروں پر جبر کرنے والا نہیں" اور نہ یہ کہ "خدا کے راستہ پر حکمت اور وعظ اور اچھی نصیحت سے بلا" یہ نہیں کہ زبردستی بزور شمشیر اور یہ کہ "تو اُن پر کڑوڑا نہیں" اور "تجکو سوائے حکم کے پہونچا دینے کے اور کوئی کام نہیں"۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام میں زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں۔ اگر حکم ہوتا تو خدا اسکے خلاف کیوں فرماتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ مکہ میں مصلحت وقت کے لیے حکم ہوا تھا لیکن جب آپ مدینہ میں آئے تو یہ حکم جاتا رہا اور قتال کا حکم آیا۔ اس سے بڑھ کر اسلام پر اتہام نہیں ہوسکتا۔ خدا کا حکم نہ ہوا کسی دھوکہ باز گورنمنٹ کی پالیسی ہوئی یا تمھارے جیسے کجرو کے دل کا کھوٹ کہ جب مکہ میں کمزوری دیکھی تو یہ پٹی پڑھائی کہ نہیں میں لڑائی نہیں چاہتا میں صلح کے ذریعہ سے اسلام پھیلاتا ہوں اور اسلام میں زبردستی نہیں (اور دل میں یہ تھا کہ اچھا یارو ذرا مدینہ تو جانے دو پھر دیکھنا میں تمھاری کیسی خبر لیتا ہوں) اور جب مدینہ آئے تو سارے قول و قرار بھول گئے اور لگے مار دھاڑ کرنے کہ مسلمان ہو جاؤ نہیں تو تمھاری جان اور عزت کی خیر نہیں۔ خیر اس کا بھی جواب دیتا ہوں دیکھو اور غور کرو۔

اول تو یہ کہ اُنھیں سورتوں میں سے جن کی آیتوں کا ترجمہ میں نے لکھا ہے سورۂ یونس اور سورہ بقرہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوری قوت ہوگئی تھی۔ اُنھیں سورتوں میں حکم ہے "وَمَا عَلَی الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ" ترجمہ اور پیغمبر پر حکم کو صاف پہونچا دینے کے سوا اور کچھ بھی نہیں (سورۂ نور) اور لا اکراہ فی الدین دین کے باب میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (سورۂ بقرہ) اور نیچے ہاتھ اسکا شان نزول بھی دیکھلو۔

شام سے ایک عیسائی پادری مدینہ میں آیا اور ایک صحابی کے دو لڑکے اُس کی صحبت میں آنے جانے لگے آخر وہ عیسائی دونوں لڑکوں کو بہکا کر شام کو لیگیا۔ اُن صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ اگر حکم ہو تو میں اُن لڑکوں کو زبردستی واپس لے آؤں تو یہ آیت اتری لا اکراہ فی الدین۔ اب کہو اس سے بڑھ کر اور کیا آزادی مذہب کی دلیل ہوگی کہ مسلمانوں کے لڑکے عیسائی ہو جائیں اور اُس کا باپ اُنکو لانے کی اجازت چاہے اور خدا فرماوے کہ لا اکراہ فی الدین۔

مخالفو! دیکھو اسکو بھی اپنے منافقانہ خیال سے پالیسی نہ بنا دینا واتقوا اللہ

دوسرے یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جگہ کی تبدیل یا قوت اور ضعف کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوسکتے۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی کسیکو مسلمان نہیں کیا جا سکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اُسوقت بھی کوئی شخص زبردستی مسلمان نہیں ہوسکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لیے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے تھیں جنکا ہم آگے چلکر بتفصیل بیان کریں گے۔

اور علاوہ اس کے کسی کا یہ کہنا کہ یہ سب اُسوقت کا حکم ہے جبکہ مسلمان کمزور تھے مگر پھر جب قوت ہوگئی تو آیت قتال زبردستی مذہب قبول کرانے کے لیے نازل ہوئی۔ تو اس سے قرآن مجید میں مخالفت لازم آتی ہے حالانکہ خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا تو کیا یہ قرآن کے مطالب میں غور نہیں کرتے کہ کہیں سرمو فرق نہیں اور اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اختلاف بتانا گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ انھیں انھوں کے لیے یتدبرون القرآن آیا ہے۔

باقی آیندہ

# اقتباس

## جزائر فلپائن کے حالات

### فلپائن مین ہسپانی پادریون کے شیطانی کام

مخدومی و مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام زاد عنایتکم پہلے خط مین فلپائن کے تاریخی حالات سے بہت سے ضروری واقعات رہ گئے تھے۔ اس لیے اب وہ لکھنا چاہتا ہون۔

جب اہل سپین نے شمالی فلپائن کے باشندون کو بزور شمشیر مشرک اور خنزیر خور بنایا۔ اور زمانہ گزرے پر نئی پشتون نے کیتھلک مذہب کو اپنا موروثی مذہب خیال کیا۔ اور قدرتی محبت پیدا ہوئی۔ تو پادری صاحبان نے عیسائی مذہب کے خفیہ راز اور اسرار بتانے پر کمر باندی۔ گناہون کی قیمتین مقرر کین۔ اور ایک محکمہ روحانی ٹیکس کا بنایا۔ سب سے بڑے گنہگار کے تمام گناہ ساٹھہ ڈالر ادا کرنے پر معاف کیے جاتے تھے۔ اور بہشت کی راہداری ملجاتی تھی۔

اس ٹیکس کا نام سپینش زبان مین

تلفظ: ریساگرے گوریانہ سیبتا پیسوس پارا ازال سلیولاس آلمس (ترجمہ) دعائے مقبول ساٹھہ ڈالر ہے۔ واسطے بھیجنے بہشت مین ارواح کو۔ جو مالدار یہ ٹیکس ادا کر سکتے تھے۔ اُن کو کسی گناہ کے کرنے مین ڈر نہیں تھا۔ پادری صاحبان ساٹھہ ڈالر لے کر بہشت کی رسید حوالے کرتے تھے۔ حضرت عیسے کے ایجنٹون کی حیثیت سے یہ صاحبان تین سو برس سے زیادہ عرصے تک یہ ٹیکس وصول کرتے رہے۔ ہر سال لاکھون آدمی یہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔ اور یہ طریقہ سنہ ۱۸۹۸ء تک برابر جاری رہا۔ جس کا نتیجہ آج مین بچشم خود دیکھہ رہا ہون کہ فلپائن کا زرخیز رقبہ اور شہرون کے عالی اور مفید مکانات پادریون کے پاس ہین۔

گزشتہ سال آنریبل ولیم ٹافٹ گورنر جزائر فلپائن شہر روم (اٹلی) کو گیا تہا۔ تاکہ پوپ صاحب روم سے وہ جائداد وغیرہ منقولہ۔ جو باشندگان فلپائن نے ان جزائر مین پوپ صاحب کے نام کر دی تہی۔ خرید لے۔ لیکن پوپ صاحب نے منظور نہین کیا۔

جب کوئی مرتا تہا۔ تو اُس کے پسماندگان گرجا کے ٹیکس ادا کئے بغیر اُس کو دفن نہین کر سکتے تہے۔ اور جب کبھی کسی نے انکار کیا۔ تو وہ اُسی وقت گورنمنٹ سے پکڑوا کر بندوق کا نشانہ بنایا گیا۔

بہت سے آدمی ہر سال ملتے ہین جنکی والدین نے مردون کے ٹیکس ادا کرنے کے جرم مین نشانہ بندوق بنائے گئے ہیں۔

یہ پادری صاحبان ہیں ہیں اور بعض حالتون مین اس سے بہی زیادہ عورتون کو بغیر نکاح اور کسی عہد و پیمان کے استعمال کرتے تہے۔ جس کے ثبوت مین تمام فلپائن کی گواہی کے علاوہ مین اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتا ہون۔ کیونکہ ہزارون دوغلے بے پدر پہرتے نظر آتے ہیں۔ جن سے پوچھتا ہون۔ کہ تمہارا باپ کون تہا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ (اسپانیول فرایلے) یعنی ہسپانیہ کا پادری۔ پادری صاحبان نے اس کثرت سے تخم ریزی کی ہے کہ جن کو اب جہازون کے اسباب اتارنے اور چڑہانے کے سوا کوئی اور وجہ معاش حاصل نہین

پادری صاحبان نے جو عیش ان جزائر مین کیا۔ وہ نہ تو کسی دولتمند نے کیا ہوگا۔ اور نہ صاحب تخت و سلطنت نے شادی کرنے سے پہلے جب تک جوان عورت کو دو تین رات گرجے کے پراسرار کمرون مین روحانی تعلیم دیجاتی تہی شادی ہونے کی اجازت نہین تہی۔ کوئی ان قواعد پر اعتراض نہیں کر سکتا تہا۔ اور جب کبھی کسی نے کیا۔ تو وہ اُسی وقت عدم کو روانہ کیا گیا۔

زمانہ سلطنت سپین کو چہوڑ کر ایک تازہ واقعہ عہد امریکہ کا بیان کرتا ہون۔ جس کو کہ ابہی دو برس پورے نہیں ہوئے۔ الیوالیو جزائر مذا مین ایک شہر ہے۔ وہان کے ایک گرجے میں اتوار کے دن ایک خوبصورت جوان عورت پادری صاحب کی نگاہ پڑی۔ تمام مردوں اور عورتون سے روحانی اور اسانی راز پوچھتے پوچھتے جب اس جوان عورت کی باری آئی۔ تو پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے باب میں روح القدس کا منتظر ہون کیونکہ تمہارے نصیب میں کچھ بھید کی نظر آتی ہے ذرا صبر کرو۔ غرضیکہ تمام لوگ رخصت ہوئے اور مذکورہ بالا عورت پادری صاحب کے اشارے کے مطابق پیچھے رہ گئی۔ گرجہ خالی ہوتے ہی پادری صاحب نے عورت کو پاس بلا کر کہا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارے پیٹ مین کیا ہے؟ عورت بولی "نہین"۔ پادری صاحب نے کہا کہ مجھکو روح القدس کی قوت سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیٹ میں ایک لڑکی ہے جس کے کان نہین ہین۔ اور جب وہ پیدا ہوگی۔ تو بغیر کان کے ہوگی۔ بیوقوف عورت نہایت پریشان ہوئی اور رونے لگی کہ میری لڑکی نوبت بدصورت معلوم ہوتی ہوگی۔ پادری صاحب نے کہا اس مین کیا شک ہے۔ لیکن مجھہ کو اسکا علاج معلوم ہے۔ یہ کمی عیسے مسیح کے خون سے پوری ہو سکتی ہے۔ جو تمہارے پیٹ کے اندر پہنچایا جائے۔ عورت بولی مسیح کا خون کسطرح ملے گا اور کس طرح میرے پیٹ کے اندر پہنچایا جائیگا۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ عیسی مسیح کا خون اُس نے مجھہ کو بخشا ہے۔ اور میں جسکو چاہتا ہون۔ عورت نے منت و زاری شروع کی کہ جس طرح ہو سکے۔ مجھکو تہوڑا خون دے دو۔ پادری صاحب نے کہا کہ مسیح کا خون تو میں کسیطرح بہی دینا نہین چاہتا۔ لیکن غریبون کی امداد کی بہی بائبل مین تاکید ہوئی ہے اس لئے مین از راہ غریب نوازی تہوڑا سا خون تمہارے اندر پہنچاؤن گا۔ جس پر جوان عورت نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پادری صاحب اپنے پُراسرار اور روح القدس سے بہرے ہوئے کمرے مین اس خوبصورت جوان عورت کو لے گئے۔ اور کمبخت نے بجائے عیسی کے خون کے اپنی شہوت کا شکار بنایا۔ اور فارغ ہو کر عورت کو نہایت تسلی دے دی کہ اب کان ٹھیک ہو جائینگے۔ اور جب تم دوسرے اتوار کو آؤ۔ تو مین پھر تہوڑا سا خون ڈال دونگا۔ اور پھر تم بالکل بے فکر رہو۔ پادری صاحب کی اس گفتگو پر عورت تسلی پاکر گھر چلی گئی۔ لیکن سادہ مزاج عورت نے بالکل پردہ نہیں رکہا۔ اور جب شوہر گھر آیا۔ تو گرجا کے اسرار اور پادری صاحب کی کرامات کا قصہ مفصل کہہ سنایا جوں ہی شوہر نے سنا آگ ہو گیا اور ایک بڑی چھری لے کر گرجا پہنچا اور اسی وقت پادری صاحب کا کام تمام کیا۔ پولیس نے گرفتار کیا۔ اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ لیکن امریکن جج نے پہلی ہی پیشی میں شوہر کو بالکل بری کر دیا۔

پادری صاحبان نے حتی الوسع اہل فلپائن کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ جس سے وہ نیک و بد مین تمیز کر سکیں یا کچہ زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو جائیں چنانچہ ان لوگون کو جغرافیہ تاریخ وغیرہ علوم سے بالکل خبر نہین ہے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ جزائر فلپائن ایک بہت وسیع براعظم ہے اور جزائر فلپائن اور چین کے سوا باقی تمام دنیا کو یورپ سمجھتے ہیں ہسپانیہ کے پادریون نے تین سو برس تک ان بیچارون کو ایسے خیالات کا بنائے رکہا۔ جو کہ وہ اپنی مطلب براری کے واسطے کافی سمجھتے تہے۔ ان دوران تاریکی میں بہت سے نوجوان برائے تحصیل علم ہسپانیہ (یورپ) چلے گئے۔ لیکن ان کو وہان بہی تیلی کا بیل بنایا گیا۔ اور مذہبی تعلیم کے سوا کچہ نہیں پڑہایا گیا۔ ان مین سے معدودے چند لوگ جو دیگر مما لک یورپ میں تعلیم پائی۔ تو کچہ بصیرت کی آنکھیں ہو گئین اور واپس فلپائن آکر پادری صاحبان کی کارروائیون پر نکتہ چینی کرنے لگے جن کو یکے بعد دیگرے راہی ملک عدم کیا گیا۔

پادری صاحبان کی کرامات اور مکاشفات کی داستانیں اتنی ہیں کہ ایک بڑی کتاب مین بہی ختم نہیں ہو سکتیں۔ پھر اس مختصر رقعہ مین کسطرح بیان کیجا سکتی ہین۔ لیکن جو کچہ لکہا گیا۔ اُس کو مشتے نمونہ از خروارے سمجہ کر اندازہ لگانا چاہیئے۔

اگر کسی کو میری اس تحریر مین کچہ مبالغہ یا افترا معلوم ہوتا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر

ہوسے رسال کی کتاب جو سپینش زبان مین ہے اور انگریزی مین بہی اسکا ترجمہ ہوا ہے۔ مطالعہ کرے اس کتاب کا نام

اور انگریزی مین بہی یہی نام ہے۔ یہ کتاب جزائر فلپائن کے شہر منیلا اور الیوالیو مین امریکن بک سوارے مل سکتی ہے۔ قیمت ۵ ڈالر یا ہے ہے۔

ڈاکٹر ہوسے رسال جزائر فلپائن کا باشندہ تہا جس نے فرانس اور جرمنی میں تعلیم پائی تہی۔ اور میڈیکل علوم مین بہت لیاقت رکہتا تہا۔ مدت دراز کے بعد جب واپس فلپائن پہنچا تو پادریوں کی کارروائیون کی تفصیل مین یہ کتاب لکہی۔ ڈاکٹر مذکور لکہتا ہے کہ مجہہ کو بحیثیت ایک ڈاکٹر ہونے کے بہت سے پادری صاحبان کے علاج کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ مینے دیکہا ہے کہ اکثر پادری صاحبان کے آلات تناسل مین فرق آگیا ہے۔ اور نیچرل ساخت مین بہت تغیر واقع ہوا ہے۔ جس کی وجہ پادری صاحبان کا دیسی (یعنی فلپائن کے باشندون کی نوجوان باکرہ لڑکیون سے کثرت جماع ہے کیونکہ ہر ایک گرجا کے پادری صاحب کو سال مین سیکڑون خوبصورت باکرہ دیسی عورتون کا نکاح کروانا ہوتا ہے۔ اور شادی سے پہلے کئی راتین عورت کو گرجا کے تنہا اور پراسرار کمرون میں روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور اس روحانی تعلیم کے ساتھہ پادری صاحب کچہ جسمانی تعلیم بہی دیتا ہے۔ جس کے ثبوت میں بیشمار لڑکیون کی شہادتین موجود ہیں اپنا ڈاکٹری مشاہدہ پیش کرتا ہون۔ اس قسم کی سیکڑون باتین بتائیں اور ہر ایک کو پایہ ثبوت تک پہنچایا یہ کتاب گورنمنٹ کے خلاف نہیں تہی۔ صرف پادریون کے خلاف تہی۔ پادریون نے سپینش گورنمنٹ سے ڈاکٹر مذکور کو پکڑوا کر اس نکتہ چینی کے پاداش میں ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو بندوق کا نشانہ بنوادیا۔ ڈاکٹر مذکور کی موت قوم کے حق مین مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ دوسرے سال سنہ ۱۸۹۸ء میں امریکہ نے آکر اُن کو اہل سپین کے جور و ستم سے سبکدوش کیا۔ اب ڈاکٹر مذکور کے میموریل منیلا میں کئی جگہ قائم ہوئے ہیں اور اس کی موت کی تاریخ کو سرکاری طور پر تعطیل کا روز مقرر کیا گیا ہے اور اس کا فوٹو امریکن گورنمنٹ نے نوٹ پر چھپوایا ہے۔

پادری صاحبان کے علاوہ باقی اہل سپین کا آرڈر اسطرح تہا کہ کوئی باشندہ فلپائن یورپی لباس نہ پہنے اور نہ یورپین دستور اور وضع اختیار کرے۔ جب کبھی کسی دیسی نے بوٹ اور کالر وغیرہ پہنے۔ تو اس کی خوب گت بنائی۔ اور کہا کہ تم یورپین ہو جو یہ لباس پہنے ہو۔ وہ بیچارہ یہ نہین کہ سکتا تہا کہ میرا مذہب تو پہلے ایشیاٹک تہا۔ تو پھر کیون آپ لوگون نے جبراً چھوڑا دیا۔ اور یورپی مذاہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ غرضیکہ عیسے کے وارثوں نے جو کچہ ان جزائر مین کیا ہے۔ وہ عیسائی بزرگی اور عیسائی تعلیم کی برکت کا نقشہ آنکھون کے سامنے بناتا ہے امید ہے کہ آپ اپنے نامی اخبار کے ذریعہ تمام مسلمانون کو بیان کریں گے عیسائی اقوام کی کرتوت اور عیسائی خانقاہون کے اسرار سے۔ جو اس خط مین لکہے گئے ہین۔ واقف کرین گے۔

یہ ہے ہسپانی عیسائی مذہب اور یہ ہیں اُس کی پوشیدہ رازیں اور یہی ہے اُسکی حقیقت اور انجام۔ میں اپنے آئندہ خطوط مین جزائر فلپائن اور ایشیا

کی تجارت اور پیداوار کے بارے میں ایک مفصل بیان لکھونگا۔ اور ظاہر کروں گا کہ اہل ہندوستان کو ان جزائر میں کیا کرنا چاہئے۔ اور وہ اس جزائر میں کسطرح پیسہ کما سکتے ہیں۔ سوداگری ملازمت اور صنعت و حرفت وغیرہ کے باب میں پوری آگاہی دونگا اور اسیطرح امریکہ اور دیگر بلاد مشرق اور مغرب سے سلسل لکھتا رہوں گا۔

چونکہ میں افغان اور افغانستان کا باشندہ ہوں اسلئے مجھ کو اردو تحریر میں دسترس نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ عبارت کو خود درست کرکے شائع کرتے رہیں گے اور مجھے معذور سمجھینگے۔ میں موسم بہار میں ختنگہائی اور پیکن سے ہوتا ہوا بلاڈی پوسٹک جاؤں گا۔ اور پھر وہاں سے براہ جاپان اضلاع متحدہ امریکہ مذکورہ بالامقامات کے تمام عجیب اور مفید حالات سے اہل قوم کو آگاہی دیتا رہوں گا۔

راقم افغان۔ نامہ نگار از فلپائن

# حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

ای آرام دل و جان۔ تلخ روح و روان السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اس وقت آپکی بیماری کا حال لاہور سے۔ اور بھیرہ میں پہونچکر دوسرے روز مسہل لینا۔ اور مسہل سے دوسرے روز آرام پانا۔ اور حکیم شیخ احمد صاحب کے توجہ علاج میں اور آپکی ضعف و نقاہت کا حال میرے واسطے ایک عجیب بہار و خزان کا موجب ہے۔ مولیٰ مالک جلد تر صحت و قوت مرحمت فرماکر راقم الحروف کو طمانیت بخشے۔ میرے بہت ہی پیارے۔ کوکین کا کہانا۔ دودھ کا پینا بہت ہی مناسب ہے۔

جناب حکیم صاحب" بندہ ام" تا زندہ ام" کے معنے اب کہاں گئے۔ شاید منسوخ الحکم آیات میں محدود ہوئے۔ راقم تو قرآن شریف میں ایک بہی نسخ کا قائل نہیں تہا۔ یہاں کیوں جلد تر قائل ہوگیا۔

بخدمت ہمہ اخلاق شیخ فضل الٰہی صاحب۔ السلام علیکم۔ سفر کشمیر جلدی جلدی آتا جاتا ہے۔ خداوند نے میرے واسطے آرام کی تدبیر بنادی اب آپ فرمائیے کیا ارادہ ہے۔ آپکی ہمراہی یاد ہے۔ بخدمت جمیع حال پرسان سلام واجب۔

از جموں ۷ مرکا تک

---

السلام علیکم۔ خاکسار نے بعد خبر انتقال مہاراجہ جموں پونچہ سے جموں پہونچا۔ کوہستان کے راستہ آنا ہوا۔ اگر آپ فرماویں۔ آپ کے لئے بہت دعائیں کروں۔ الٰہی پیارے بار پیشانے کی جناب میں آپ خود کیوں نہیں گڑگڑاتے۔ اے میرے محسن میں نے گناہ بر گناہ کیا۔ اور تو نے ہمیشہ عفو فرمایا۔ اور پردہ پوشی کی اے ارحم الراحمین۔

میرے فلاں فلاں غموم میں تو محض اپنے کرم سے دستگیری کر۔ میں تیری بارگاہ میں تیرا ہی نام تیرا ہی کرم

شفیع کرتا ہوں۔

شادی کے معاملہ میں "اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ" یاد رہے اور میں ہر طرح حاضر ہوں جس وقت کہو۔

موزی کا جلانا ممنوع ہے۔ دلیل "لا یعذب بالنار الا رب النار" حدیث میں وارد ہے (۱) اکبر اکل حلال ہے یعنے اس کا جزو حرام نہیں مگر دم مسفوح دلیل "ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ" سے کل اشیاء کی حلت ثابت ہے۔ پھر میتہ اور ما اہل لغیر اللہ۔ دم۔ موقوذہ۔ متردیہ۔ النطیحہ ما اکل السبع کی حرمت قرآن سے اور سباع وغیرہ محرمات کی تخصیص حدیث سے ثابت ہے۔ باقی کل اشیاء اباحت اصلی پر ہیں (۲) سری بریان کرنے سے مکروہ نہیں ہوتی۔ دلیل بالا دیکھو جراب لفافہ اجل۔ ضیاء اور قاموس میں ہے۔ پس سوتی جراب اور چمڑے کے موزہ کو عام ہے چمڑے کی تخصیص نہیں۔ صاحب مجمع البحار نے تخصیص کی اور دلیل نہیں دی۔

۲۷ ستمبر ۱۸۸۵ء

---

عاجز ہمہ عجز۔ نورالدین عفا اللہ عنہ۔ اپنے نہایت پیارے دوست الٰہ دین کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ عرض کرتا ہے۔ شافی اپنے رحم سے محمد صدیق کو جلد تر شفا بخشے۔ یہاں سرکار کی طبیعت علیل ہے۔ اگر نوکری چھوڑتا ہوں۔ تو یہ صحیح کہ نمک حرام کہلاتا ہوں۔ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ دیکھو آرام کے وقت حرام خوری کرتا رہا۔ اب علالت کے وقت ترک تعلق کرکے چلا گیا۔ والا آپکی تار پر میرا یہی ارادہ تہا کہ اگر رخصت نہ ملی استعفا دیدونگا۔ یہاں کے احباب صلاح نہیں دیتے۔ حیران ہوں۔ اور ایسا نازک موقعہ ہے کہ رخصت مانگنا بہی آدمیت اور نمک خواری کے خلاف ہو۔ محمد صدیق سے جو آپکا تعلق ہے۔ وہی یا اس سے زیادہ میرا ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپکا اور میرا تعلق کچھ ایسا ہے۔ جس کا بیان لاحاصل ہے۔ آپکو معلوم مجھے معلوم۔ اور حکیم صاحب کو معلوم۔ افسوس کچھ ایسے شش و پنج میں ہوں۔ کہ الٰہی توبہ۔ خداوند کریم اس سب تکلیف کے بدلے صدیق کو شفا بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں نہیں کہتا۔ کہ مجھے ابہی لڑکے پیدا ہونے کی خوشی نہیں۔ وہ خوشی قدرتی یا فطرتی ہے۔ الا صدیق کی بیماری ایسی حالت میں "سیر در ملواہ" سے کچھ کم نہیں۔ آپکی رنج و آرام کو میں بالکل اپنا رنج و آرام جانتا ہوں۔ تقدیری معاملات کے آگے انسانی چارہ گری محض لاشی ہوا کرتی ہے۔ پیارے۔ میرے جیسا آزاد اس مصیبت تعلق میں جسطرح خوش و خرم ہوگا۔ آپ اس کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ آپ کی سروردی کہاں تک کروں۔ اصل مطلب ہے شرقی وایشیائی عادات و رسومات کا داغ نہ لگے۔

جواب کرنامہ تحریر کرتا ہوں . . . . . . . .

میں بہی مکرر رخصت کی تدبیر کرتا ہوں . . . . . . . .

شیخ صاحب بہی سب رنج و آرام و مصائب و تکالیف کا باعث ہمارے گناہ ہیں۔ اور استغفار سب سے عمدہ علاج ہے۔

آپ معاصی سے توبہ پھر سچی توبہ فرمائیو۔ انشاء اللہ تعالےٰ خداوند کریم رحم کریگا۔ والسلام۔ خط پہ تاریخ ضرور لکہا کرو۔

۶ اسوج ۲۱ نومبر۔ از جموں۔

---

پیارے عزیز۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ لوگ مجھے برا کہیں۔ کہیں کافر کہیں۔ کہیں زانی و فاسق و فاجر کہیں کہیں . . . . . . . . . مجھے یقین ہے۔ تم میرے لڑکپن کے دوست۔ اگرچہ میں ایسا ہی ہوں۔ تب بہی ہرگز ہرگز ایسا یقین کیا۔ گمان ہی نہ کروگے۔ وہم بہی نہ کروگے تم نے کیوں خط و کتابت کو ترک کیا۔ سبب کو ہو کیا تمہارے متعلقات اس امر کے ساتھ منحصر تہے جسکے ایفا کو قدرت نے نہ تمہاری کوشش نے روک دیا نہیں نہیں نہیں۔ لو میں ہی ابتدا کرتا ہوں تم کو اپنی محبت کی قسم دیتا۔ الا کیا کروں شرکت سے بہلا یہ تو لکہو اب جواب لکہوگے۔

نورالدین از پونچھ ریاست ڈاکخانہ کہوٹہ ضلع راولپنڈی

۷ ستمبر ۱۸۸۵ء

---

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منافق کے تین نشان ہیں۔ ایک یہ کہ بات کہے اور جہوٹ بولے۔ میں اس وقت ان دو بالافقروں پر اکتفا کرتا ہوں السلام علیکم بہی نہیں لکہہ سکتا۔ میری ہوش سے پہلے کے تم میرے پیارے اور عزیز۔ اور سچ کہتا ہوں۔ ولدار ہو میں نے آجتک تمہاری طرح کا عزیز دنیا میں نہ کیا۔ اور اب تک تم سے وہی محبت ہے۔ خدا گواہ ہے۔ اور اس سے زیادہ گواہ ہوگا۔ اگر تم جانو۔ تم از یاد رفتہ نہیں۔ تم کسی زمانہ کے دوست ہو اور اب بہی دوست ہو۔ پیارے میں کیا کہوں سنو بدگمانی شرع میں ممنوع ہے میں نے بھیرہ کو پیارے راحت جان کو خط لکہا۔ راولپنڈی میں حکیم شیخ احمد نے کہا۔ کہ تمہارا دوست تم پر سخت ناراض ہے۔ کیونکہ تم نے اوسے کوئی وعدہ کیا۔ اور ایفا چھوڑ دی۔ میں نے کہا سچ ہے۔ مگر میرا دوست شکوہ نہ کریگا۔ تب میں سخت سنگی سے خاموش رہا۔ ان دنوں ایک سخت نقصان سے جس کا بیان اسوقت مناسب نہیں زیر بار تہا۔ میں چاہتا زیر باری سے اللہ تعالےٰ نجات دے۔ الا ابہی مبتلا تہا۔ آپکا کارڈ پہونچا اور حکیم کا قول سچ یقین کیا۔ شیخ امام الدین رخصت پر ہے۔ امروز فردا آنیوالا ہے۔ جس وقت آتا ہے ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ میں کون ہوں نام نہیں لکہتا۔

از کشمیر ۲۳ ساون۔ ۸ اگست ۱۸۸۹ء

---

تمہاری شکایت سچ اور بالکل سچ ہے۔ اور میں یا میرا عذر عزیز من۔ بالکل لغو اور بے سبب ہے عزیز اگر تم مجھے تہوڑی دیر کے لئے سچا جانو۔ تو میرے اس فقرہ پہ یقین کرو۔ من بدتر از کافرم تم من بدتر

از کافر فرنگ ہستم۔ میری حالت رحم کے قابل ہے اور ملامت کے قابل نہیں۔ میں بہت جلد بھیرہ میں آنیوالا ہوں۔ دیکھ کے تو حیران ہوگے۔ تمہارا سچا عاشق نثار۔ بالکل نثار و نزار ہے ساچہا ملاقات پر شکوہ کرلینا۔ . . . . . پہر عرض ہے اس تباہ کار پر رحم ہو۔ والسلام۔

از جموں ۶ اسوج ۲۲ ستمبر ۱۸۸۸ء

---

السلام علیکم۔ کیوں کچھ کوئی خفگی ہے۔ کوئی ناراضی مجہپر وجہ سچ معلوم نہیں۔ بہلا وہی لکہہ بہیجو۔ بہلا کیا کرنہ سلام۔ نہ خیر خیریت۔ اچہا آپکی مرضی ہو گئی۔ اب خاکسار کی مرضی پر خط لکہہ دیجئے۔

خاکسار نورالدین ۸ کاتک از جموں ۲۱ اکتوبر ۱۸۸۸ء

---

پیارے عزیز۔ السلام علیکم۔ تم کہتے ہوگے۔ ایک ناآشنا بے وفا سے سابقہ پڑا۔ انا للہ۔ پیارے اور سچے پیارے مجھے وہ محبت ایسی نہ تہی۔ جو تم کو شکایت کے قابل ہوتی میں کشمیر سے آکر بیمار ہوگیا۔ پانچ مہینہ کا عرصہ گذرتا ہے۔ تپ و کہانسی درد عارض رہا۔ جینے کی امید مفقود تہی اب آرام ہے۔ بالغرض تبدیلی آب ہوا کشمیر جاتا ہوں۔ آپ کو اللہ کا نام یاد دلاتا ہوں۔ مجہپر عفو کرکے جواب ضرور دیجئے۔ پتہ ہمراہ کیمپ مہاراجہ جموں کشمیر نورالدین کو پہونچے۔ یا جموں نورالدین۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

---

عزیز من۔ راحت من۔ السلام علیکم۔ آپکا بہیرہ درست مدت کا ہوا۔ آپکے بہنوئی موجود ہے۔ کیا ممکن ہے آپ کی ملاقات سے مشرف ہوسکے۔ ہمارے مولیٰنا و استاد مولوی عبدالکریم صاحب اگر تشریف لاویں اونکو بہی تکلیف دیجائے۔

۱۷ اپریل ۱۸۸۹ء از مقام بہیرہ۔

---

اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔

برادر عزیز حفظک اللہ و سلم۔ ثم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آج اتفاقاً مجھے جموں جانیکا اتفاق پڑ گیا کونسل نومبر میں جموں جائیگی۔ کیونکہ ویسرائے نے ۲۶ اکتوبر سری نگر ملک کشمیر میں آنا ہے۔ ابتک ثابت نہیں ہوسکا کہ یہ خاکسار بہی کشمیر میں آئیگا۔ یا نہیں۔ اچھی دونوں فرمائشیں انشاء اللہ تعالےٰ پہونچ جاوینگی۔ والسلام

نورالدین۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۹ء۔

---

عزیز من جان من۔ السلام علیکم۔ خاکسار عنقریب بہیرہ میں آنیوالا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ جلد تر پہونچتا ہوں جس معاملہ پر آپنے مجھے تاکید ارقام فرمائی اسمیں بالمواجہ جسقدر سمجھ سکتا ہے (اور کوئی بڑی بات نہیں) تم میں ہر طرح حاضر ہوں۔ اور دستانہ اور مہر بخش الٰہی کے واسطے کشمیر لکہا ہوا ہے۔ جسوقت دونوں چیزیں آئی ہیں۔ ہمراہ لاتا ہوں۔ ولوال کا معاملہ طے ہو جاوے اچہا ہے۔ زیادہ کشش نہ کیجئے۔ اور اسکی انجام کا فکر فرمائیے۔ والسلام

تمہارا دعاگو نورالدین عفا اللہ عنہ ۱۵ جنوری ۱۸۹۰ء

# شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی

## و

# مسئلہ جہاد

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

یوں تو ہمیشہ سے متعصب عیسائی اور دوسری غیر مسلم قومیں اسلامی جہاد کو نہایت خطرناک پیرایہ میں پیش کرتی رہی ہیں۔ مگر پہلی صلیبی جنگ کے بعد سے آج تک تنگ خیال و متعصب مصنفین اور خصوصاً اہل گرجا نے جہاد کو ایک خون آشام دیوتا ثابت کرنے میں ضمیر فروشی سے بھی دریغ نہ کیا اور ہر فرد یورپ کے دل میں ایسے زہریلے خیالات پیدا کر دیئے کہ وہ باوجود علم و آزادی خیالات اسلام کو مرادف سفاکی سمجھ رہے ہیں۔ گو خاک یورپ نے گبن کارلائل ڈیون پورٹ ولبان وغیرہ منصف مزاج مورخ و محقق پیدا کئے مگر ان بیچاروں کی صدائے حقہ اہل گرجا کی اودھم اور شور و شغب کے آگے ہمیشہ نقارخانہ میں طوطی کی آواز بنی رہی مصنفین انسائکلوپیڈیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کئی وجوہ سے عیسائیت کا شفاف چشمہ گدلا گیا منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ پولیٹکل خیالات طمع دنیا و تعصب مذہب کے پردہ میں داخل ہو کر اور نحو تکلیف پہونچانے لگیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی واعظ سے کام پڑتا ہے تو تنگ خیال عیسائی واعظ و مناظر اپنے دین کی خوبیاں پیش کرنے کے بدلے جناب بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی اور بے نظیر اصول اسلام پر بیجا خردہ گیری کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب کسی اسلامی دولت سے سابقہ ہوتا ہے۔ تو عیسائی مسئلہ جہاد کو نہایت کریہ شکل میں پیش کر کے اپنے ہم مذہبوں کی آتش غضب کو مشتعل کر دیتے ہیں اس عام ہڑبونگ کے آگے منصف مزاج اخباروں کی تحریرات اور راستباز معزز کے خطبے چنداں مفید نہیں ہوتے۔ اسوقت جبکہ بغاوت مقدونیہ طول کھینچ رہی ہے اور دولت عثمانی نے مفسدین کی سرکوبی کیلئے فوجیں متعین کر دی ہیں تو متعصب عیسائی خصوصاً اہل گرجا نے غل مچا رکھا کہ ظالم ترکوں نے بیچارے عیسائیوں کا قتل عام کر دیا۔ گو سفیر عثمانی نے بارہا ان خرافات کی تکذیب کر دی اور یورپین سلطنتوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ ساری بلگیری خانہ ساز کہانیاں ہیں جو ترکی مظالم کے نام سے مشتہر کیجاتی ہیں۔ علاوہ اس کے روس و آسٹریا اور خصوصاً جرمن ان فرضی ترکی مظالم کو قابل التفات سمجھتے ہی نہیں مگر ہمیں افسوس آمیز تعجب ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں چار انگلش آرڈیلیفون نے اپنی گورنمنٹ کو اس امر پر اکسایا

ہے کہ وہ معاملہ مقدونیہ میں ترکی کے ساتھ سختی کا پہلو اختیار کرے۔ مگر غیور گورنمنٹ ایسے اوچھے حرکات کیوں کرنے چلی تھی وہ اسوقت گلاڈسٹونی اور سالسبری کی چال میں نہیں پھنس سکتی ہے لہذا اوس نے اپنے جنگی جہازات روانہ کرنے میں کسیقدر تامل سے کام لیا۔ مگر متعصب فتنہ انگیزوں کو کیسے چین آتا۔ انہوں نے اخبارات میں ترکوں اور اسلامی جہاد کی مذمت شروع کر دی تاکہ عام خیالات میں ہیجانی پیدا ہو اور عیسائی طبائع میں کروسیڈ کا سا مذہبی جوش لہریں لینے لگے اور ہر مسیحی ظالم ترکوں کے خون کا پیاسا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ میں ایسے حق جو عیسائی بھی موجود ہیں جو احقاق حق میں ثابت قدم رہا کرتے ہیں۔ ایک صاحب ڈبلیو۔ بی۔ گے۔ لنڈن ڈیلی نیوز مورخہ ۲۲ ستمبر میں مظہر ہیں آرچ ڈیکن آف لنڈن نے ڈیلی نیوز میں یہ تحریر شائع کرائی ہے کہ "یہ عین مذہب ترکی ہے کہ بذریعہ شمشیر اپنے عقائد کی اشاعت کرے" اور ایسے اظہار کو دو فیصدی عیسائی اور مسیحی نے

(جیسا کہ ان کے مضمون ہفتہ گذشتہ سے ظاہر ہے) صحیح مانتے ہیں اور کسی عیسائی کو اسلام کے نظم تجسم جہاد اور کافر کشتوں کے ساتھ لڑکر شہید ہونیوالے بہادران اسلام کے عظیم الشان بہشت اور بے حساب حوریں منتظر رہنے کی کہانیاں یاد نہیں جو اس نے زمانہ طالبعلمی میں سنی تہیں؟ بہرحال محرر مضمون کو آرچ بشپ ڈیکن کی تحریر سے تشفی نہ ہوئی کیونکہ انہیں موہوم سا خیال تہا۔ کہ قرآن شریف مثل پنج صحائف موسوی اعلےٰ خوبیاں رکھتا ہے۔ اور جہاد اسلامی تحریرات میں سفیہانہ سفاکی نہیں دکھلایا گیا ہے۔ بلکہ وہ اسطرح کی مدافعتی جنگ ہے۔ جیسے بین صاحب کی کتاب پلگرمس پراگرس میں عیسائیوں کی لڑائی ظاہر کی گئی ہے اور یہ کہ اس مسئلہ پر اسلامی خیال سے ہنوز بہت کچھ سننے کی گنجائش باقی ہے مگر ان میں یہ مشکل پیش آئی کہ "اسلامی خیال" آئے کہاں سے؟ لنڈن میں کوئی اسلامی مسجد نہیں اور انسزاف کورٹ کے قانونی طلبا رسی یہ امید نہیں رکہی جاسکتی کہ ان کی رائے مستند ہو۔ مگر صاحب مضمون کہتے ہیں کہ خوش قسمتی سے مس سیانگ متعلقہ انڈین نیشنل ایسوسیشن انہیں مشکل وقت کی دوست مل گئیں مس صاحبہ نے اونہیں بتلا دیا کہ وہ اپنے نارہ وڈ جائیں۔ وہاں ایک فاضل مسلمان پروفیسر سید علی بلگرامی رہتے ہیں۔ جو کیمبرج یونیورسٹی میں زبان مرہٹی کے لکچرار ہیں۔ اور انہوں نے وہاں پروفیسر عربی کا کام بھی انجام دیا ہے۔ البتہ وہ جہاد کی حقیقت اسطرح بیان کر سکینگے کہ قابل سماعت ہو حق جو مضمون نگار کسی پل ہو تحکیر ایسے مکان میں داخل ہوئے جسکی دیوار پر

اسلامی و نیا پرستہ گاہوں کے نقشوں کی تکیت ہوئی تہیں معقرآن شریف۔ تفاسیر عربی اور ایسی جدید جرمن و انگلش تصانیف جو ان سے متعلق تہیں رکہی ہائیں۔

پروفیسر صاحب کا سلسلہ نسب بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے فی الحقیقت ایسے فرد فرید ہیں جو اپنے امور مذہب کو اچھی طرح بیان کر سکیں۔ محرر مضمون کو بلگرامی فاضل نے یقین دلایا کہ "دعوت اسلام بزور شمشیر محض بے اصل خیال ہے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اسلام بزور شمشیر پہیلایا جائے" الی ایسے میں صاحب مضمون کی نظر قرآن مترجمہ پر پڑی اور انہوں نے دریافت کیا کہ سنتالیسویں باب میں یہ جو لکھا ہے "جب تمہیں کفار سے سابقہ پڑے تو اون کے سر اوڑا دو اور ان کا قتل عام کرو" اس سے کیا مراد ہے۔ جواباً فاضل سید صاحب نے کہا کہ بیشک یہ قرآن میں مسطور ہے مگر بلحاظ شان نزول اس کے مطلب کو سمجھنا چاہیے جیسے انجیل مقدس کے باب میں کہا کرتے ہیں۔ ایسی خونی باتیں تورۃ پوری گیتوں میں موجود ہیں جو ورنہ گرجون میں گائی جاتی ہیں اور مسلمان عیسائیت کو ایک خونخوار مذہب ہونے کا الزام نہیں لگاتے۔ فاضل پروفیسر نے پہر تو حالات جنگ مستفسر کو کہہ سنائے کیونکہ انہیں ایام میں یہ آیہ کریمہ زبان رسالت مآب سے مسموع ہوئی تہی کہا بمقام مکہ عالم شباب میں جناب رسول عربی اپنی راستبازی اور اخلاق حمیدہ کے لئے مشہور تہے اور امین کہلاتے تہے اور آپ کے خویش و اقارب اس مقدس قوم سے تہے جنہیں نگہداشت خانہ کعبہ سپرد تہی جو عربوں کی بت پرستی کا مرکز تہا آنحضرت نے بت پرستی قوم کی مخالفت شروع کر دی اور دعوت لا الہ الا اللہ کرنے لگے۔ اسکا یہ فطری نتیجہ ہوا کہ آپ کی معاصر قوم آپ سے برگشتہ ہو گئی مگر بیرونی مطعونین کعبہ میں آپ کے کچھ معاون مل گئے لہذا آپ مدینہ ہجرت کر گئے۔ اور وہاں پر باوجود دشواریوں اور مزاحمتوں کے بتوں کی مذمت اور اشاعت توحید کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو مدافعتی جنگ کا سامان کرنا پڑا۔

انہیں ایام میں جب کہ مشرکین عرب آپ کو علی التسلسل ایذائیں پہونچا رہے تہے اس قسم کے جنگی الفاظ ظاہر کئے گئے تہے۔

فاضل پروفیسر نے مستفسر سے کہا کہ ہمارے مفسر اس آیت کو منسوخ یا دوسری آیتوں کو اسکی ناسخ بتلاتے ہیں۔ لہذا یہ عقائد اسلام میں اسیطرح قابل استناد نہیں جیسے توراۃ میں بعض منسوخ آیتوں کی حالت ہو۔ اسی آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ خاتمہ جنگ کے بعد اسیران جنگ کو یوں ہی چہوڑ دیا جائے یا ان سے خفیف فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے۔ اس سے یہی ثابت

---

ہوتا ہے کہ یہ جنگ اپنی حفاظت کیلئے تہا اور لغا ... پیش ... ہم دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک مقصود تہا۔ (محمود ...) (باقی آئندہ)

# دارالامان کی پبلک ضروریات

## ہسپتال کا سوال

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے سامنے ضلع گورداسپور میں ایک جدید ڈسپنسری کے کہولے جانیکا سوال در پیش ہے۔ اور کاہنوان کے باشندے چاہتے ہیں کہ وہ ڈسپنسری وہاں کہول جائے۔ لیکن ہم اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ قادیان میں ایک ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کاہنوان کی آبادی سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے شاید ۲۹۱۰ آدمیوں کی ہے جس میں قریباً تین یا چار سو کے قریب کمی واقع ہو گئی ہے۔ کیونکہ کاہنوان میں پلیگ کا بہت زور رہا ہے۔ اور قادیان کی آبادی گذشتہ تین سال کے اندر تین چار سو کے قریب بڑہی ہے۔ کیونکہ یہاں ایک کالج اور ہائی سکول کہولا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بہی ہے۔ اور علاوہ ازیں تین مختلف پریس اور دو ہفتہ وار اخبار دین اور دو تین ماہواری رسالوں کے دفاتر اور ان کے سٹاف ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے طفیل سے لوگ مستقل طور پر اپنی سکونت قادیان کو بنا رہے ہیں۔ کاہنوان کے قریب گورداسپور کا ہسپتال ہے۔ لیکن قادیان کے متصل آٹہ نو کوس سے کم فاصلے پر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے ایک بڑا شفاخانہ خیراتی اپنے خرچ سے جاری کر رکہا ہے۔ جس میں دو تین دوائیاں دینے والے اور علاج کرنے والے آپ کے شاگرد بہی کام کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بہی آپکے پاس اس کثرت سے مریض آتے ہیں کہ صبح سے شام تک آپ بہت کم فارغ رہ سکتے ہیں۔ بجالیکہ مدرسے کے متعلق ایک علیحدہ ڈسپنسری رکہنے کی ضرورت ہے۔ اسیطرح بعض اوقات ضروری سرجیکل اپریشن کیلئے اور انگریزی ضروری ادویات کے نہ ملنے کے باعث مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اسلئے اگر کاہنوان کے بجائے قادیان میں وہ مجوزہ ہسپتال کہولا جاوے تو اس سے یہی نہیں کہ قادیان اور اسکے نواحی کی پبلک کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ کاہنوان کے لوگ بہی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہم جناب سول سرجن صاحب بہادر کی ذات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کو بڑے غور اور فکر سے حل کرینگے۔ اچہا ہو اگر صاحب بہادر قادیان اور کاہنوان دونوں جگہوں کو معاینہ کریں۔ ہم یہ بہی کہہ سکتے ہیں کہ قادیان میں اس جدید ہسپتال کے کہلنے پر کاہنوان کے مقابلہ میں اخراجات میں بہی کمی رہیگی

# ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۳)

سلسلے کیلئے دیکھو ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء

ہم نے دو گذشتہ نمبروں میں دکھایا ہے کہ عیسائی مذہب نے اس دن کو جس غرض سے دنیا پر مبارک بابرکت دن کہا ہے وہ بہت ہی منحوس اور تاریکی بخش دن ہے۔ کیونکہ اس روز ایک ایسا انسان دنیا میں بقول عیسائی صاحبان آیا۔ جو خدا تھا۔ اور جس کے اس اعتقاد کو تسلیم کرکے دنیا کا اخلاقی طور پر اور روحانی طور پر خون ہو گیا ہے۔ یورپ اور عیسائی دنیا کی حالت کو بغور دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ وہی قومیں ہیں جنپر ہمارے دیسی سادہ اور پادری ناز کیا کرتے ہیں کہ سارا یورپ عیسائی ہے۔ فلاں شہنشاہ عیسائی ہے۔ مگر انکو شرم آجاتی چاہیئے جب وہ ان لوگوں کی حالت پر نظر کریں۔ یورپ کی اخلاقی تصویر دیکھیے کہ کوئی شخص صاحب حیا جرأت نہیں کر سکتا۔ اور آخر کار وطن کے آزاد خیال مصنفوں اور اخبار نویسوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عیسائی جہاں جاتے ہیں وہاں شراب خواری وغیرہ لعنتیں بھی اُن کے ساتھ جاتی ہیں۔

غرض

**نور افشان** نے اس دن کی یادگار یا خوشی میں جو سنہری اور رنگین بیل بوٹوں سے مزین کرکے اخبار شائع کیا ہے۔ اس میں پہلا فقرہ جو گول دائرے کے اندر لکھا ہے۔ یہ ہے کہ آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے

اب ہم اس پہلے فقرہ پر ریمارک کرنا چاہتے ہیں اس فقرہ میں سب سے پہلا جھوٹ یہ ہے کہ آج مسیح پیدا ہوا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی دانشمند اور صاحب عقل انسان اس امر کے ماننے کو کبھی طیار نہیں ہو سکتا کہ ۲۵ دسمبر سنہ اول کو مسیح پیدا ہوا۔ یہہ ایک جدا امر ہے کہ مسیح کی ولادت کی تاریخ ۲۵ دسمبر ہو۔ لیکن یہہ کہنا جو اوپر کے فقرہ میں لکھا گیا ہے کسی حال میں صحیح نہیں ہے۔

اس جھوٹ کو بھی عیسائی جھوٹ قرار دیکر ہم باقی فقرہ کو اپنے لائق کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس میں کسقدر صداقت کی روشنی ہے۔

اس فقرہ میں ہم کو دو باتوں پر غور کرنی چاہئیے اول یہ کہ نجات کیا ہے؟ اور دوم یہہ کہ عیسائیوں نے اس نجات کو کس حد تک حاصل کیا ہے۔ ولیکن جب تک حقیقی نجات کا ہم پتہ نہ لگالیں ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ عیسائی قوم واقعی نجات یافتہ قوم ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہمکو یہہ بھی غور کرنا چاہئیے کہ حقیقی نجات کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟ اور

عیسائیوں نے نجات کا کیا طریق مقرر کیا ہے؟ یہ چار امور تنقیح طلب ہیں۔ جو اس فقرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر اگر مبسوط اور مفصل بحث کیجاوے تو غالباً ہمارے اخبار کے آخر سال تک یہہ مضمون ختم نہ ہو۔ لیکن ہم اس کو بہت مختصر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی نہیں کہ ہمکو صرف عیسائیوں کے بڑے دن کی حالت ہی اپنے ناظرین کو نہیں دکھانی ہے۔ بلکہ ہم انکو اس مضمون کے ضمن میں نیشنل کانگریس کے پنڈال میں ندوۃ العلماء اور علی گڈھ کالج کی کانفرنس میں بھی لے جانا چاہتے ہیں اور پھر بالآخر ہم ان کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک مجلس کی بھی سیر کرانا چاہتے ہیں اور بسا اوقات اہم اور ضروری مضامین کیوجہ سے یا اور وجوہات کی بنا پر ہر ہفتہ اس مضمون کو جاری نہیں رکھ سکتے اور ناظرین باقی آئندہ باقی آئندہ سے گھبرا اٹھتے ہیں۔ اسلئے ہر چہ گیرید مختصر گیرید پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

پس سب سے پہلے اس فقرہ کی تنقید میں اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ

## حقیقی نجات کیا ہے؟

نجات کی حقیقت اور فلاسفی مختصر الفاظ میں اسیقدر ہے کہ انسان گناہ کی موت سے بچ جاوے کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خدا تعالےٰ کی اطاعت اور اسکی پر جوش محبت اور محبانہ یاد سے محروم اور بے نصیب ہو اور جسطرح جب ایک درخت زمین سے اکھڑ جاوے اور وہ پانی چوسنے کے قابل نہ رہے جو جڑوں کے ذریعہ چوستا ہے۔ اور جو اس کے نشو ونما کا موجب ہوتا ہے اسیطرح جب انسان کا دل خدا تعالےٰ کی محبت سے اکھڑ جاتا ہے اسپر گناہ غلبہ پاتا ہے اور اس کی خشکی اور تیرگی دل کو سیاہ کرکے خدا تعالےٰ سے دور پھینک دیتی ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کی اس حالت سے نکل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ایک شدید اور مستحکم تعلق پیدا کرتا ہے تو پھر اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں جنکے ذریعہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل کے پانی کو جذب کرتا ہے اور زہریلے مواد نکالنے کی قوت حاصل کرتا ہے اور بڑی آسانی سے ان زہریلے مواد کو دفع کرکے خدا تعالےٰ میں ہو کر ایک نیا نشو ونما پاتا ہے اور بہت پھلتا اور خوشنما سبزی دکھاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ یہانتک کہ اس میں وہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے اور وہ **لاخوف علیہم ولاھم یحزنون** کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی کو استقامت۔ اسلام۔ اور نجات وغیرہ الفاظ اور ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ غرض نجات سے

مراد عام طور پر یہی ہے کہ انسان کی نفسانی اور گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے اور وہ نیکیوں اور خدا شناسی اور خدا پرستی کے مقامات اور مدارج میں ترقی کرتا ہوا اس بصیرت اور معرفت کو پالے جو گویا خدا کو اسنے دیکھ لیا ہے اور خدا کی آواز کو اس نے سن لیا ہے۔ جب تک یہ حالت انسان میں متحقق نہیں ہوتی وہ نجات کی حقیقت سے ویسا ہی بے خبر ہے جیسا کہ اس کے حصول سے لیکن **نجات یافتہ** شخص اس پاک زندگی کو حاصل کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالےٰ کی روح اس کے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی تجلیات کی مظہر کہلاتے ہیں انسے خوارق کا صدور ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور غیب کی خبریں پیش از وقت انپر ظاہر کرتا ہے اور اُن کی تائید کرتا ہے۔

اب اس معیار نجات سے ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یسوع نے جو عیسائیوں کے قول اور عقیدہ کے موافق نجات دہندہ ہے قوم کو کیا نجات بخشی کہاں تک انکو گناہ کی موت سے رہائی دی اور اُن پر اخلاقی اور روحانی اثر کیا کیا؟

لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان نتائج اور ثمرات پر نظر کریں جو عیسائی نجات کے ہیں پہلے یہہ دیکھ لینا چاہیئے کہ عیسائیوں نے نجات کا طریق کیا مقرر کیا ہے؟ کیونکہ اگر اس طریق کو ہی طبعی طور پر نجات سے کوئی تعلق اور واسطہ نہو تو ثمرات اور نتائج کے دیکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہوگی۔

یہانتک عیسائیوں کے علم الٰہیات اور انکی اعتقادات کی کتابوں کو پڑھنے اور عیسائی واعظوں سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ نجات کا طریق ان کے ہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کو گناہ سے نجات دینے کیلئے یہہ انتظام کیا ہے کہ اپنا اکلوتا بیٹا یسوع دنیا میں بھیجا تاکہ وہ کافروں بے ایمانوں نافرمانوں اور بدکاروں کے گناہوں کی گٹھڑی کو اٹھالے۔ چنانچہ وہ گناہوں کا بوجھ اٹھا کر صلیب پر چڑھ کر لعنتی ہوا۔

**اور اس لعنت کے بدلے اس نے گنہگاروں کو چھڑا دیا۔ یہ اصول ہے جو عیسائیوں نے نجات کیلئے مقرر کیا ہے**

(باقی دارد)

# عیسائی مشنریوں کی ایک اور کرتوت

گو عیسائی ظلم و تعدی کا وہ تاریک زمانہ جبکہ دوران حکومت میں مذہب کے نام پر بیگناہ انسانوں کے سر قلم کئے جاتے تھے اور انکے خون سے ہاتھ رنگے گئے عیسائی پادری تشفی پاتے تھے سائنس اور علم کی روشنی کیساتھ بلکہ ساتھ ہی عیسائی پادری اپنی جابرانہ حرکتوں اور خونریزیوں کے نافذ کرنے سے رک گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کسی شخص کیلئے یہ کہنا کہ ان ظالم پادریوں کی بیرحمی اور سنگدلی کا خاتمہ ہو گیا ہے ایک ناممکن امر ہے۔

آئے دن عیسائی پادریوں کے جو ظالمانہ کارنامے ہم اپنے ملکی اخبارات میں درج پاتے ہیں ان کے مطالعہ کرنے اور ان مصیبت زدوں کی مصیبت کا اپنی آنکھوں کے سامنے نظارہ کھینچنے سے عیسائی مشنریوں نے اپنا ہاتھ صاف کیا ہوتا ہے ہمارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ **الحکم** کے ایک گذشتہ نمبر میں تارلی کے ایک جیب بھرائی کا دردناک واقعہ جبکہ معصوم لڑکی کو چند مشنری لیڈیاں بھگا کر لے گئی تھیں۔ ہم ناظرین کو گوش گذار کر چکے ہیں اب ایک تازہ واقعہ ہم مشنری کارستانیوں اور ہتھکنڈوں کے متعلق ذیل میں درج کرتے ہیں جو پہلے واقعہ سے شاید کم افسوسناک نہیں ہوگا [illegible] کو بوقت دس بجے [illegible] میں ایک برہمن کی لڑکی کو جبکہ اسکا باپ گھر میں موجود نہیں تھا ایک مشنری لیڈی نے بہلاتے ہوئے۔ اسکو اکیلا گھر میں دیکھ پایا اور اسموقعہ کو غنیمت سمجھ کر اسنے جھٹ اسکو ورغلانا شروع کیا اور اپنے دام میں لاکر آخرکار وہ اسکو ورغلا کر ساتھ لے گئی گھر سے بھگا کر اپنے ساتھ لے گئی۔ جب اس بدنصیب لڑکی کا والد گھر پہنچا اس واقعہ سے اطلاع ہوئی [illegible] خوب پریشان ہو کر مع اپنے چند رشتہ داروں اور ہمسایوں کے وہ ریلوے سٹیشن تک پہنچا۔ جہاں خوش قسمتی سے عیسائی مشنری لیڈی کو پاس جو اسکی لڑکی کو غائب کرنے کیلئے اسٹیشن پر پہنچی ہوئی تھی اسنے اپنی لڑکی کو دیکھ لیا۔ اور پھر بڑی مشکل سے اپنے رشتہ داروں وغیرہ کی مدد کے اس لیڈی کے پنجوں سے چھڑا کر اپنے گھر لے آیا۔ اسکے بعد حکام ریلوے اور پولیس نے اس واقعہ کے متعلق جو کارروائی کی اسکو ہم اخبار عام کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں :-

"حکام ریلوے نے غفلت ہاتھ سے سٹیشن ماسٹر کو جھٹ معطل کر دیا۔ اسلئے کہ جب برہمن کو دوستانگی مدد کو چھڑانے [illegible] آئے تھے۔ تو سٹیشن ماسٹر نے مشنری لیڈی کی مدد کیوں نہ کی۔ اسکو چاہیئے تھا کہ ان لوگوں کو نکلوا دیتا اور لیڈی کو بچاتے۔ چنانچہ سٹیشن ماسٹر اس نہایت عجیب الزام کی مصیبت میں گرفتار ہے۔ مزید لطف یہ ہے کہ مشنری پادری صاحب نے پولیس سپرنٹنڈنٹ کو تحریک کی۔ چنانچہ پولیس کے بعض عہدہ دار پولیس افسروں کے ساتھ اس گاؤں میں گئے جہاں وہ برہمن رہتا تھا اور وہ بیوہ لڑکی زبردستی مشنریوں کے پاس لا دی۔ اسلئے کہ لوگ ہلا کر اسکو چھین لیتے تھے!!! اس پر وہاں کے لوگوں پر کیا گذری ہوگی کہ لڑکی اسطرح سرکاری پولیس کی مداخلت سے اپنے جائز وارثوں و محافظوں کی تحویل سے مشنری پادریوں کو واپس دلائی گئی۔ اسکو سمجھتے ہیں کہ ایک سرکاری حکم نافذ ہوا ہے کہ لڑکی بمگر ریاو الدین [illegible] جو انکی جیرانی میں شامل تھے بطور سزا کے [illegible] تاکہ آئندہ [illegible] جبکہ وہ خود وہ [illegible] کو [illegible] کرینگے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ مشنری پادریوں کی ایسی حرکات میں سرکاری پولیس نے مداخلت کیوں دخل دیا۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ سرکار [illegible] رعایا کو دلوں میں غصہ اور ناقص غلط فہمی پیدا ہو۔ کیا عجیب نہیں ہے اس قسم کی حرکات سے مشنری لوگ اپنی ہر دلعزیزی کا ستیاناس کرینگے اتنے عوام میں انکی محبت پیدا ہو سکتی ہے نہ اعتبار رہ سکتا ہے +

بہ نظر وہ تمام مذاہب ہوتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں اور اُس کے طرز بیان میں ایک اور بھی خوبی ہے کہ وہ ہر دعویٰ کی دلیل خود ہی بیان فرماتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آریوں کے اس اعتقاد کی تردید فرمائی ہے جو اُنھوں نے فلاسفروں کی تقلید سے بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی موجودات میں سے کسی کا بھی خالق نہیں ہے - اور ساتھ ہی عیسائیوں کے اس عقیدہ کو باطل کیا ہے کہ مسیح بھی خالق ہے اُس نے چڑیاں بنائی تھیں ان دونوں باتوں کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً** یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ ہی نے نہ کسی اور نے تمہارے فائدہ کی خاطر پیدا کیا ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں جو کچھ موجود ہے یہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے نہ کسی دوسرے کی اب وہ نادان بتلائیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی مٹی کے پرندے اور چڑیاں بنایا کرتے تھے کہ وہ مسیح کے بنائے ہوئے پرندے کہاں ہیں - اب آگے جو دلیل **ھو بکل شیءٍ علیم** بیان فرمائی - یہ دلیل بذریعہ شکل اول کے جو بدیہی الانتاج ہے اسطرح پر قائم ہوتی ہے - صغریٰ اُسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل عالم ہے - کبریٰ یہ ہے اور جو تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل اور پورا پورا عالم ہے وہی تمام [illegible] ہے - پس نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ اللہ ہی تمام موجودات کا خالق ہے - [illegible] کبریٰ - اُس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شے کے بنانے پر قادر کر دیتا ہے - اسی لیے مقولہ ہے کہ جب علم اپنے حد کمال تک پہنچ تو عین عمل ہو جاتا ہے - پس ثابت ہوا [illegible] ہوتی ہے اُس کا کامل اور پورا علم [illegible] کو ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر [illegible] کوئی دوسری ہستی اُسکو نہیں [illegible] اُس دوسری ہستی کو ان چیزوں کا [illegible] ہے - پس آریہ صاحبان کا [illegible] معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو [illegible] باطل ہو گیا - اگر اپنے گمان میں [illegible] سمجھتے ہیں تو یہ ثابت کریں کہ اللہ [illegible] کے موافق علم تام کیونکر ہو سکتا ہے اس اعتقاد سے تو معاذ اللہ علم تام باری تعالیٰ کی نفی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال محال ہے - اور مسلمان صاحبان جو مسیح کو خالق طیور [illegible] ہیں کہ مسیح [illegible] سے جو ثابت کریں کہ علم [illegible] پورا علم جو صفت مخصوصہ جناب باری ہے - وہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دیدیا تھا حالانکہ یہ مسلم فریقین ہے کہ یہ صفت علم کامل کسی مخلوق میں نہ ذاتی طور پر ہے نہ مستعار طور پر ہو سکتی ہے -

اگر کہو کہ علم تام صناع لوگوں کو ہوتا ہے تو لازم آئے گا کہ قدرتی اور مصنوعی چیزوں میں امتیاز نہ ہو - حالانکہ یہ مسلم بات ہے کہ قدرتی چیزیں کبھی مصنوعی نہیں ہو سکتیں اور مصنوعی چیزیں کبھی قدرتی نہیں ہوتیں - جیسا کہ ایک گھاس کا تنکا یا گندم کا دانہ قدرتی ہیں یہ کبھی مصنوعی نہ ہوں گے - کوئی انسان کیسا ہی دانشمند ہو اور مدبر اور موجد کیوں نہ ہو اُسکو نہ بنا سکے گا - اسی طرح پر کپڑا یا روٹی مصنوعی چیزیں ہیں مگر خدا تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے کہ روئی کے بجائے کپڑا پیدا کرے یا گندم کے دانہ کے بجائے روٹیاں اگائے۔

اب یہ صاف شدہ اور ثابت شدہ صداقت ہے - اسی معیار پر اس مسئلہ کو پرکھنا چاہیے یہ ہی معیار خود فیصلہ کر دے گا۔

**الراقم خاکسار عبد الرحیم ساکن بھیرہ عفا عنہ**

---

# سلسلۂ عالیہ احمدیہ اور عالم اخبارات

---

عصر جدید جو میرٹھ سے ماہوار تمدنی اصلاح قومی ترقی اور پالٹیکس پر نکلتا ہے جنوری ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں اخوند زادہ مولوی عبد اللطیف شہید کے متعلق پیسہ اخبار کی رائے پر حسب ذیل ریمارک کرتا ہے -

**قتل مذہبی** روزانہ پیسہ اخبار جو چند ماہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ جاری ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کا ایک ہی روزانہ اخبار ہے ۷ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں ملا عبد اللطیف کے قتل کے بارہ میں ایک مضمون لکھتا ہے جس میں ایک حد تک غریب صاحبزادہ کے قتل کی حمایت کی گئی ہے اور اس کی مثال یورپ کے قومی تعصب و مذہبی غداری سے دیگئی ہے +

لائق ایڈیٹر کی اس رائے سے ہمکو قطعی اختلاف ہے کوئی شخص لمحہ کے لیے ہمکو قادیانی میرزا کا معتقد نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے - مگر ہم عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے - کوئی ملک کوئی قوم علم یا تقوی میں ترقی نہیں کر سکتی جو اپنی مسلمہ عقاید کے خلاف بات سننے سے اسقدر کارہ ہو کہ غیر مقلد کو آگ یا تلوار یا پتھر سے سزا دیوے یہ تعصب دنیا میں سچ کے پھیلنے کو روکتا ہے اور قوموں کو سخت جہالت اور تاریکی میں ڈالتا ہے -

ہم خدا سے بڑھ کر نہیں ہیں اور رسول سے زیادہ دین کے ہمدرد نہیں ہو سکتے - جب خدا مخلوق کے اختلاف کو نہیں مٹانا چاہتا اور رسول [illegible] کہدیا گیا کہ تو انسانوں پر داروغہ نہیں ہے تو کاہے کو ہم کس شمار میں ہیں - اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاویں اور دنیا کا نظم و نسق انکی رائے کے موافق ہو تو دنیا کا کارخانہ کیسے چل سکتا ہے - ہمارے نزدیک سخت سے سخت سزا جو ایک مخالف اعتقاد شخص کو مصلحتاً دیجا سکتی وہ جلاوطنی ہے - زندگی کا معاوضہ انسان نہیں کر سکتا اسلیے سوائے اُس صورت کے جب کہ سلطنت کے امن میں خلل کا یقین واثق ہو اور قتل سے کمتر کوئی سزا دینی نہ ہو - یا اُس صورت میں جبکہ کسی شخص نے قتل کر دیا ہو ان صورتوں کے سوا کوئی تیسری صورت ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں موت کی سزا دیجاوے - بہرحال مسلمانوں میں زیادہ وسیع الخیالی کی ضرورت ہے اور ہرگز کسی مخالف فرقہ کے قتل سے خوش نہ ہونا چاہیے - ؎

ایہ دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی یہ رائے " ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے " ہمارے نزدیک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریروں سے ناواقفیت کو ظاہر کر رہی ہے، حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے دل سے ان قابل نفرت خیالات کو دور کرنا چاہتے ہیں جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے اعتقاد کے رنگ میں انکے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور جہانتک ہمارا خیال ہے عصر جدید کے لائق اڈیٹر کی تحریر سے بھی یہی ترشح ہو رہا ہے کہ " وہ عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے " پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ عصر جدید کیوں اس کوشش کو پسند نہیں کرتا جو جہاد کے خیالات کے دور کرنے میں کی جاتی ہے یہ کوشش تو ایسی مبارک کوشش ہے کہ جسمیں ہر امن جو اور نیک خیال انسان کو شریک ہونا چاہیے سید احمد خان صاحب بالقابہ نے بھی اپنی موت سے چند روز پیشتر حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ۲۴ جولائی ۱۸۹۸ء کے تہذیب الاخلاق میں جو مضمون شائع کیا تھا وہ اسی کی تائید اور حمایت میں تھا پھر تعجب ہے کہ عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کو یہ کوشش ناپسند کیوں ہے بہرحال خواہ حضرت اقدس کی کوشش کو کتنا ہی ناپسند کرے حضرت اقدس اپنے فرض منصبی سے غافل نہیں ہو سکتے - اور وہ جہاد کے بیہودہ خیالات کو مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا ہی چاہتے ہیں +

عصر جدید کے اس ریمارک سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ پیسہ اخبار نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے قتل کی بیجا حمایت کی ہے مگر پیسہ اخبار کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کیونکر کر سکتا ہوگا

---

احیاء السنہ لاہور جو چکڑالوی کی نئی مذہب کی اصلاح کے لیے لاہور سے شائع ہونے لگا ہے ہمکو ان تحریروں پر نوٹس لینے کے لیے متوجہ کرتا ہے جو وقتاً فوقتاً چکڑالوی مشن کے رسالہ اشاعۃ القرآن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ہوتی ہیں - ہم اس یاد دہانی کے لیے ہم معاصر کے شکر گذار ہیں - اور انشاء اللہ عند الضرورت چکڑالوی کے زہریلے خیالات پر توجہ کی جائیگی

---

# مذہبی دنیا پہ سرسری نظر

**ایک نیا مہدی کاذب پھانسی دیا گیا** نادان کہتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو مہلت دیجاتی ہے اور وہ ایک عرصہ دراز تک زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پا لیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض افترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور سچی رسالت پر حملہ ہے اور آیت شریفہ **لو تقول علینا بعض الاقاویل** کے صریح خلاف ہے اور اسکی نظیریں آئے دن نظر آتی رہتی ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک نیا مہدی کاذب محمد الامین سوڈان میں گرفتار ہو کر پھانسی دیا گیا ہے + اور اسطرح اس کے مفتریانہ دعوی کا خاتمہ ہو گیا ہے اسکے متعلق مختصر حالات اسطرح شائع ہوئے ہیں کہ سوڈان کے ڈپٹی گورنر جنرل کرنل ماہن نے انگلستان کو جاتے ہوئے خرطوم میں سنا کہ ایک شخص محمد الامین نامی نے جنوبی کردفان میں اپنے آپ کو مہدی مشہور کر رکھا ہے چونکہ اس حرکت سے بڑے بھاری مفسدہ کا اندیشہ تھا اُسنے اسیوقت دو سو سواروں کی فوج اگبوٹ میں سوار کر کے نیل سفید کی جانب روانہ کر دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ دو سو سپاہیوں کی پیادہ فوج معہ دو مکسیم توپوں کے میرے رسالہ کے ساتھ مقام تگالا آملے فوج کو دو سو میل کا لمبا اور دشوار گذار سفر صحرائی ملک میں بہت جلد طے کرنا پڑا جو بوجہ بارش کے اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا جب فوج کو پتا لگا کہ مہدی ایک گاؤں میں ہے انھوں نے ایک لمبا کوچ کر کے دن نکلتے ہی اُسکو آ دبایا - کچھ خفیف سی گولہ باری ہوئی اور مہدی نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی اور قید ہو کر الغبید بھیجا گیا - بعد ازاں اس پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اسے پھانسی دیگئی اسطرح اس مفتری کا خاتمہ ہوا - پھانسی پر اسکی لاش صاف کہہ رہی تھی مصرعہ

**دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر بفضل خدا شائع ہوا

# ایک خط

## گذشتہ اشاعت سے آگے

جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں بعض افراد نقشبندی وسہروردی وغیرہ نے بھی ان شغلوں کی طرف بہت توجہ کی تھی شیخ محی الدین ابن عربی کو اس میں کامل مہارت تھی۔ بعض لوگ اس شبہ میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مُردہ زندہ ہو جائے یا کوئی جماد جاندار بن جائے تو اس میں کونسا شرک ہے ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ ہر جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے وہ فعل الٰہی ہوتا ہے نبی کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نبی خواہ دعا کرنے کے بعد فوت ہو جائے نبی کے موجود ہونے یا نہ ہونیکی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن اسجگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتے رہتے تھے وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے اور پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتے تھے بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے کام اقتداری طور پر یعنی بغیر دعا کے دکھاتا۔ اقتداری کے یہ معنی نہیں کہ بغیر اذن الٰہی کے ایسے کام دکھاتا تھا۔ کیونکہ پارہ ۲۴ سورہ مومن کے آخر میں ہے وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ دے کوئی نشان مگر حکم سے اللہ کے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ سب کام عمل الترب کے ذریعہ سے کیے جاتے تھے تو ایسے معانی کے لیے قرائن سیاق و سباق موجود ہیں اس اجمال کی تفہیم کے لیے ایک مختصر تمہید بیان کی جاتی ہے۔

عقد سے سنو! کہ انبیا کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنمیں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے رسول اکرم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنیکے لیے اُسے ظاہر فرمایا تھا (۲) دوسرے معجزات عقلی ہیں وہ اُس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جو الہام الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب اے مخالفو! سیاق آیت دیکھو و یعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اور نیز دیکھو وانبئکم بما تاکلون۔ اور نیز دوسری جگہ مائدہ میں بھی یہ آیات بصیغہ خطاب آئی ہیں۔ ان کا سیاق دیکھو واذ علمتک الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل اور نیز اُس سے اوپر یہ بھی آیا ہے واذ ایدتک بروح القدس ہمیں سیاق و سباق آیات سے ظاہر ہوا کہ یہ معجزہ عقلی و علمی معجزہ ہے۔ یعنی حضرت مسیح کو ایک بالاتر عقل عطا فرمائی گئی جس سے انھوں نے سمجھ لیا کہ انسان کی روح میں یہ خاصیات ہیں جن کے ذریعہ سے عجائبات مذکورہ بالا ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو یہ سمجھ یہ عقل حاصل نہ تھی یہ عقل جو خارق عادت تھی الہام الٰہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ اذن کے معنے آگاہی دادن بھی صاحب صراح نے لکھے ہیں اور لفظ اذان بھی اسی معنی میں مستعمل ہوا اور آیۃ فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ میں یہی معنی ہیں۔ وہ لفظ اذن بھی اس معنی پر شاہد قوی ہے اب اگر مخالف یہ کہیں کہ پھر احیی الموتیٰ کے کیا معنی ہوں گے تو جواب اس کا یہ ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے جو قریب الموت تھے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باعتبار مایؤل کے انکو موتیٰ کہا گیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے من قتل قتیلا فلہ سلبہ یہ معنی ہمارے مذاق کے طور پر نہیں ہم جو روحانی بیان کرتے ہیں وہ آگے عنقریب بیان کریں گے۔ اگر مخالفین یہ اعتراض کریں کہ جائز ہے کہ مسیح کو خدا نے خلق طیور کی طاقت عطا فرما دی ہو۔ اول تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خالقیت و رزاقیت و احیاء و اماتت وغیرہ صفات خاصہ الوہیت سے ہیں اور خاصہ کی تعریف میں یہ امر داخل ہے کہ وہ غیر میں نہیں پایا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ آخر سورہ حج میں فرماتا ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب

والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز۔

یعنی جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی اُنکی چیز چھینکر لے جائے تو انھیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے وہ چیز واپس لے سکیں انکے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ کیسا ہونا چاہیے

اگر ہمارے مخالف یہ کہیں کہ بلا شک خلق اشیاء عبادہ سے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر اور اسی طرح احیاء موتیٰ انسان سے بموجب آیۃ سورہ فرقان ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا کے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ علم منطق میں ثابت ہو چکا ہے کہ ممتنع اور واجب بالذات اور بالغیر ہوتے ہیں مگر ممکن بالغیر نہیں ہوتا۔ اگر مخالف لوگ یہ فرماویں کہ احیی الموتیٰ صاف صریح موجود ہے اسکا ثبوت دو کہ روحانی مُردے مراد ہیں اور موتیٰ کا اطلاق روحانی مردوں پر بھی آیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ دیکھو پارہ ۲۰ سورہ نمل انک لا تسمع الموتیٰ۔ اگر مخالف لوگ یہ کہیں کہ بلا شک یہاں پر روحانی مردے مراد ہیں لفظ موتیٰ سے مگر آیت زیر بحث میں موتیٰ سے مراد حقیقی مردے مراد ہیں کیونکہ لفظ احیاء اسکے ساتھ موجود ہے تو اے حضرات مخالفین آپ لوگ ذرہ متوجہ ہو کر سمجھائیں اور اُس قادر سے مدد چاہیں جو سینوں کو کھولتا اور دلوں میں سچائی کا نور نازل کرتا ہے۔

اے حضرات مخالفین خدا کے واسطے آپ لوگ خوب سوچکر اور دلونکو مقام کر بہت صبر و قرار اور طمانیت اور سکینت کے ساتھ خیال فرماویں۔ دیکھو یہی آیات بصیغہ خطابات اخیر سورہ مائدہ میں اسطرح واقع ہیں واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فیکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص واذ تخرج الموتیٰ باذنی یعنی اور اُس وقت کو یاد کر جب تو میری وحی اور الہام سے انسانی مادوں سے پرندوں جیسے (بلند پرواز انسان) تجویز کرتا تھا اور ان میں ہدایت کی روح پھونکتا تھا تب وہ میری وحی کی برکت و ارشاد سے پرواز کرنے لگے اور میری وحی سے روحانی اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتا تھا اور اُس وقت کو یاد کر جب تو میری وحی سے اُن روحانی مردونکو جنکے اصلاح پذیر ہونیکی کوئی اُمید نہ تھی اُنکی ظلمانی حالت سے نورانی و عرفانی حالت کی طرف نکال دیتا تھا۔

اب اے مخالفو! دیکھو! خود قرآن کریم ہی نے یہ بتا دیا کہ احیی الموتیٰ سے اخرج الموتیٰ مراد ہے۔ کسی اور نے تفسیر نہیں کی خود قرآن شریف ہی نے تفسیر کر دی اب بھی تمھاری شقاوت قلبی نہ جاوے تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے اور آیت اذ ایدتک بروح القدس اس معنی کی اور بھی تائید کر رہی ہے

بعض مخالفین اس مقام پر ایک اور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ نبی کا فعل بعینہ خدا کا فعل ہے یعنی مسیح کا طیور کو پیدا کرنا اور احیاء موتیٰ یہ انکا فعل نہیں خدا کا فعل ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ فتشابہ الخلق علیھم کا حجاب واقع ہو گیا امتیاز کی صورت کیا ہے دوم ہم دریافت کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کے ساتھ عینیت ہے تو یہ باطل ہے کہ مسیح عاجز اور عبد تھے اور اگر غیریت ہے تو کیوں اُن کا فعل خدا کا فعل شمار کیا گیا۔ اگر کہو عینیت و غیریت دونوں تھی تو یہ وہی قول ہوا کہ دو دو بھی ہیں اور دونوں ایک بھی ہیں۔

اور نیز نصاریٰ تو فقط توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہوئے اور تمھارے نزدیک تو توحید فی التربیع و تربیع فی التوحید وغیرہ بہت دور تک یہ سلسلہ جائز رہا پھر نصاریٰ پر تم کیوں الزام لگاتے ہو اور کیوں اُنکو بُرا جانتے ہو اور وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ پر جو لوگوں نے خیال کیا ہے یہ اُنکی غلط فہمی ہے یہاں پر نفی اعتبارًا اور ثبوت رمی اور اسناد رمی اللہ کی طرف مجازًا و اعتبارًا ہے نہ حقیقۃً جواب کے پہلو میں اسناد خلق اللہ کیطرف حقیقۃً ہے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے دیکھو حواشی مختصر معانی و مطول وغیرہ کو۔ اللہ کیطرف اسناد رمی کو کل علمائے معانی مجاز عقلی مانتے ہیں۔ نہ اسناد حقیقی اور تم جو جواب دیتے ہو مجاز عقلی وہ ماں کہاں ہے اپنے جواب کو تم خود آپ ہی نہیں سمجھتے۔

اصل امر یہ ہے کہ اگر تم میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو محکمات قرآنیہ کے آگے اسقدر چون و چرا اور رد و انکار پر نہ کمر بستہ ہو جاتے اور خوف خدا کرتے۔ تمکو تو تمھارے خیالی عقاید پیارے ہیں آیات قرآنی سے تم کو عداوت ہے۔

اور ہمارے مخالف لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو ذاتی طاقت احیاء موتیٰ کی نہیں ہے ہاں خدا کی طرف سے مسیح مالک اُن افعال کے ہیں۔ اول تو جواب اُنکا ہم یہی دیتے ہیں کہ

...ہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں صاف فرمایا ہے کہ کوئی شخص موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

الذی لہ ملک السموٰت والارض ولم یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیءٍ فقدرہ تقدیرا واتخذوا من دونہ اٰلہۃ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا

یعنی وہ خدا وہ خدا ہے جو تمام زمین و آسمان کا اکیلا مالک ہے کوئی اُس کا حصہ دار نہیں اُس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ اُس کے ملک میں کوئی اُسکا شریک اور اُسی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر ایک حد تک اُس کے جسم اور اُس کی طاقتوں اور اسکی عمر کو محدود کر دیا اور مشرکوں نے بجز اُس خدائے حقیقی کے اور ایسے ایسے خدا مقرر کر رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ اور مخلوق ہیں اپنے ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ موت اور زندگی اور جی اُٹھنے کے مالک ہیں اب دیکھو خدا تعالیٰ نے صاف صاف طور پر فرمایا کہ بجز میرے کوئی خالق نہیں بلکہ ایک دوسری جگہ سورہ حج میں ہے فرمایا ہے کہ تمام مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور صاف طرز پر فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت ... کا مالک نہیں ہے۔ اسجگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی مخلوق کو موت و حیات کا مالک بنا دینا اور اپنی صفات میں شریک کر دینا اسکی عادت میں داخل ہوتا تو بطور استثناء ایسے لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا۔

پھر اسپر بھی بعض مخالفین باز نہ آئیں اور یوں کہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ بالاستقلال ذاتی طور سے مسیح احیاءِ موتیٰ نہیں کرتے تھے۔ احتمال ہے کہ خدا کیطرف سے تو یہ اختیار حاصل ہوا ہو اور خدا کیطرف سے وہ مالک ہوئے احیاء موتیٰ کے۔ اس کا بہت سا جواب تو یہ ہے کہ احتمالات پر عقائد کا بنانا ٹھیک نہیں ہوتی ہے دلائل قطعیہ پر ان کی بنا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس احتمال کی بھی میں جڑ کاٹے دیتا ہوں خداوند کریم خود سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے کہ میری طرف سے بھی کوئی یا مسیح مالک احیاءِ موتیٰ وغیرہ کا نہیں لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم و امہ دیکھو معالم نے اسکی تفسیر فمن یملک من اللہ شیئا میں لکھا ہے من یقدر ان یدفع من امر اللہ شیئا اذا قضاہ تم لوگ پہلے سمجھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسپر موت کا حکم صادر ہو گیا۔ یعنی مر گیا اسپر میرا یہ حکم صادر ہو گیا کہ وہ پھر قبل قیامت کے اسی عالم میں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ پھر اے مخالفو! تم ہوش میں آجاؤ۔ اگر تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے دفع امر اور رد قضاء کا مسیح کو مالک بنا دیا ہے تو یہ سخت خطرناک عقیدہ ہے۔ اس آیت سے تو صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مداخلت حکم کا مالک نہیں بنایا۔ پھر تم کیسے خلاف اس کے معتقد ہو جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مالک بنا دیا ہے کہ وہ خدا کے احکام نافذ شدہ کو ٹالا کرے۔ اے دانشمند و خدا تعالیٰ نے تو یہ حکم نافذ فرما دیا کہ مردہ قبل قیامت اس عالم میں زندہ نہ کیا جائے گا پھر کیا تم یہ تجویز کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ حیلہ تراشا ہے کہ مسیح کو اس حکم کے ٹالنے کا مختار بنا دیا ہے۔

ایک فرقہ نصارا میں سے ایسا ہی ہے جن کا اعتقاد تمہارے اعتقاد کے مثل ہے۔ اے میرے مخالفو! خدا سے ڈرو۔ تم ایک انسان کی مخالفت میں جھلا کر اور جھنجھلا کر کیوں خدائے تعالیٰ اور اسکے کلام کے اور اُسکے رسول کے مخالف بنے جاتے ہو۔ کہیں ضد اور اصرار بیجا کے جوش میں یا معاصرت کی اکڑ فوں کے ... میں آکر ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔

اے جناب ماسٹر نور الدین صاحب آپ کو لازم ہے کہ اس عقیدہ کی تحقیق کر کے رد و انکار پر کمر بستہ ہونا ورنہ آپ اس آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کے مخالف ٹھہرینگے۔

جناب ماسٹر صاحب! ذرا انصاف فرما کر اور حق طلبی اور صداقت کی روح لیکر پچیسویں پارہ سورہ شوریٰ کی آیات مرقومۃ الذیل پر غور کرو

ام اتخذوا من دونہ اولیاء فاللہ ھو الولی وھو یحی الموتیٰ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ دیکھو مترجموں نے کیسی سکا ترجمہ یہ بھی لکھا ہے۔ سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مردے۔ دیکھو قواعد معانی بلاغت کے رو سے بھی یہاں پر ھو ضمیر فصل کا لانا مفید معنی حصر ہے اور یہ جبکہ غیر ذات باری بھی اسمیں شریک ہو سکتا عام ہے کہ یہ شرکت باذن ہو یا بغیر اذن ہو دونوں صورتوں میں۔ حصر۔ منقوص ہوتا ہے اگر ... اسپر ماسٹر نورالدین نے شروع میں بھی کہا تھا کہ یہ اوصاف مخصوصہ الوہیت ذکر اور خاصہ کی تعریف ہی یہ ہے ما یوجد فیہ لا یوجد فی غیرہ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح غیر اللہ میں داخل ہیں عین ذات باری تعالیٰ نہیں ہیں کل اہل اسلام اس کو مانتے ہیں اور پھر جب کہ صفات باری تعالیٰ کو بھی علمائے متکلمین نے لا عین کہا ہے تو اور دیگر مخلوقات ممکنات کیونکر لا عین نہ ہونگے۔ افسوس ہے کہ مخالف الرائے مولوی صاحبان ان مخالفہ میں خاصہ کی تعریف کو بھی گاؤ خورد کر گئے اور اسی طرح سے سورہ جاثیہ کی اس آیت پر غور کرو

واذا تتلیٰ علیھم اٰیاتنا ما کان حجتھم الا ان قالوا ائتوا باٰبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الیٰ یوم القیامۃ لا ریب فیہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

دیکھو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی نے مردے زندہ نہیں کیے اگر ایسا سابق میں ہوا ہوتا یا مسیح سے یا حال میں رسول اکرم سے احیاء موتیٰ کا امکان ثابت کرنا منظور ہوتا تو جناب باری جواب میں ان کافروں کے جن کا مقولہ یہ تھا وما یھلکنا الا الدھر بھلا ایسے دہریے لوگوں کو بنا بر وا قعات اور مشاہدات زمانہ سابقہ تاریخیہ کے یہ جواب دینا کافی اور مسکت تھا۔ کہ تم کیسے احیاء آباء اجداد کی تمنا کرتے ہو۔ پہلے بھی مسیح نے مردوں کو زندہ کیا جیسا کہ یہ مردوں کا زندہ کرنا لوگوں کے مشاہدہ میں آچکا ہے تم کیسے لوگ جاہل اور ہٹ دھرم ہو کہ مشاہدات کا بھی انکار کرتے ہو حالانکہ برخلاف اس کے خداوند کریم نے جواب مذکور الصدر کا قرآن میں ذکر بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اے ایسے ہی تم کو جلاتا ہے پھر تمکو مارے گا پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

بس اس جواب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں مسیح نے مردے زندہ کیے ہیں وہ لا یعلمون میں داخل ہیں۔ اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ وہ لوگ اکثر ہیں اسواسطے تو جو عالم ما کان وما یکون کا ہے اُس نے فرمایا ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور یہ جملہ ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع الیٰ یوم القیامۃ کے منکر تھے اور ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع قبل یوم القیامۃ کے قائل ہیں۔ افسوس ہے یہ لوگ آپ ہی تو یہ سنایا کرتے ہیں کہ السکوت فی معرض البیان بیان اور آپ ہی اس قضیہ مسلمہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور آپ بڑے بڑے جلسوں میں ایک بڑے زور و شور کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ ہرگز حضرت شیخ عبد القادر نے مردے زندہ نہیں کیے۔ مردے قبل یوم بعث زندہ ہو نہیں سکتے ہیں خدا خود وعدہ فرما چکا ہے ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد ایسا اگر ہو تو نعلیت کذب اس پر لازم آتی ہے جو مستلزم ... بطلان آیۃ ان اللہ لا یخلف المیعاد کو ہے اب نہیں معلوم یہ لوگ کیونکر ان باتوں کو فراموش کر گئے اور عمداً آیات پر پانی پھیرتے چلے جاتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ اور بیجا ضد اور عناد سے بچاوے

اور نیز ان آیات شریفہ کے مطالب پر بھی غور کرو جو پارہ اول کے تیسرے رکوع کے آخر میں موجود ہیں کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون یعنی تم اللہ تعالیٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو تم مردہ تھے اُس نے ہی تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو موت دیگا پھر زندہ کرے گا آخر وہی مرجع و مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی پر ایک لطیف دلیل پیش کی ہے اسطور پر کہ کیا تم اللہ کا انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو محض عدم سے زندہ بنایا یا نطفہ کی حالت میں مردہ تھے زندگی بخشی۔ جاہل تھے عالم بنایا۔ کچھ نہ تھے سب کچھ کیا۔ انسان کیا۔ انسان اپنی حالت پر اگر غور کرے تو وجود باریتعالیٰ کے لیے اسے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اسی لیے اس دلیل کو اللہ تعالیٰ نے کیف سے شروع فرمایا جو تعجب کے لیے آتا ہے یعنی ہستی الٰہی ایسی کھلی ہستی ہے کہ اُس کا انکار موجب تعجب ہے۔

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احیاء اموات اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فعل ہے اور اس نوع احیاء میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے۔ اب جو لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح نے مردوں کو زندہ کیا جیسے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل خاص ہے اور اُسکی ہستی کے لیے دلیل ہے پس اس رنگ میں اگر مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تو نقض الدلیل لازم آوے گا۔ جو دلیل اور مستدل کی شان پر داغ نقص و عیب لگاتا ہے پھر اسی سلسلہ دلیل ہستی باری تعالیٰ پر فرمایا

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استویٰ الی السماء فسوٰھن سبع سمٰوات وھو بکل شیءٍ علیم

اللہ وہ اللہ ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے ... پیدا کیا ہے اور اُس نے سب مخلوق کو تمہارے ... لیے پیدا کیا ہے پھر آسمان کی طرف ... کیا اور اُسکو ٹھیک ٹھاک کیا اور ... وہ ہر شے کا عالم کامل ہے۔ قرآن کریم ... فرماتا ہے وہ واقعات ...

# ہم اور ہمارے ناظرین

ہمارے مکرم جناب ابو سعید عرب صاحب رنگون میں الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں از بس مصروف ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء عرب صاحب ہر ہفتہ دو تین خریدار بھیج رہتے ہیں۔ انھوں نے الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اور اشاعت کے سوال کو خوب سمجھا ہے۔ الحکم کو ایسے مربیوں کی کثیر تعداد مطلوب ہے۔

**کا نام** - الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر علیخاں صاحب کے بچہ کا تاریخی نام پوچھا گیا جس کے جواب میں بہت سے خطوط دفتر میں پہونچے ہیں۔ اور ان میں **نعمت علی** خاں بچہ کا تاریخی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس نام کے متعلق ہمارے ایک کرمفرما نے مندرجہ ذیل رویا بھی لکھی ہے جسکی بنا پر اس نام کو اور مبارک و نعمت الٰہی سمجھا جاتا ہے وہ رویا یہ ہے

"بنفدری کو آنیوالی رات کا ذکر ہے کہ مینے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جسنے مجھے ایک قطعہ دیا ہے جس پر لکھا ہوا تھا **نعمت علیخان** اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں اسکی تعبیر سوچتا رہا مجھے بغیر اس کے کچھ معلوم نہیں کہ کوئی نعمت ملنے والی ہے آج جنوری کو آپکا پرچہ میری نظر سے گذرا تو معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈاکٹر ممتاز علیخان تاریخی نام کے خواستگار ہیں مجھے خیال آیا کہ دیکھوں نعمت علیخان سے تاریخ تو نہیں نکلتی حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک ٹھیک ۱۳۲۱ھ نکلتے ہیں یہ معلوم کرکے مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ بغیر تعارف اور کسی قسم کے فکر کے یہ نام کیسے معلوم ہوگیا"

غرض الحکم اپنے مکرم بھائی کو اسوقت اس مولود مسعود کی مبارکباد دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ یہ مولود قوم اور ملک کے لیے حقیقی نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو آمین۔

**ایک مولوی کی کرتوت** - کے عنوان سے ایک خط الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چھپا ہے وہ عنوان راقم کے خط کے متعلق نہیں بلکہ مضمون اشاعت کے اس مصنف کے متعلق ہے جسنے مولوی کہلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح ابن مریم کو فضیلت دی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل الدین صاحب نے الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت کو محسوس کرکے چھ پرچے الحکم کی خرید کرکے اپنے ان احباب اور دوستوں کے نام جاری کرائی ہیں جنکو ابھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے خدا کرے الحکم ان کے لیے موجب ہدایت ہو اور اسطرح پر حکیم صاحب کی اصل غرض پورا کرنے کا سچا ذریعہ ہو اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو اس کار خیر کی جزا دے اور ہمارے دوسرے احباب کو اسکی تقلید کی توفیق بخشے۔

**الحکم کی قیمت** - الحکم کی عام قیمت سالانہ پانچ روپیہ ہے اس سے کم نہیں لی جاتی عہ شرح جو رکھی ہے وہ محض اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں کو فائدہ پہونچانے کے لیے اور دوسرے غیر مذاہب میں اسکی اشاعت کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ورنہ الحکم جیسا اخبار جو ۲۲ + ۲۹ کے اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے عہ میں ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ اور اصل اخراجات بھی اس قیمت سے بڑھ کر ہیں۔ جسقدر تعداد پانچ روپیہ اور دس روپیہ سالانہ پر دینے والے احباب کی بڑھے گی اسیقدر گنجائش کم قیمت دینے کی نکلتی رہے گی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوئی موقع الحکم کو ہر ایک احمدی کے ہاتھ تک پہونچانے کے لیے ہاتھ سے نہیں دیتے چنانچہ پچھلے ہفتہ دو روپے سالانہ پر بھی ۲۵ اخبار دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو منشی عبد العزیز صاحب اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے۔ اسطرح پر اگر تین سو آدمی دس روپیہ سالانہ قیمت دینے والے ہوں تو ہم چھ سو آدمیوں کے نام فقط دو روپیہ سالانہ میں الحکم جاری کرسکتے ہیں اب الحکم کی کثرت اشاعت اور اسکا مفید بنانا **قوم کے ہاتھ میں ہے**

پس جو صاحب عہ سالانہ قیمت کے لیے درخواست کرتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو خوف خدا کو مدنظر رکھکر دیکھ لیا کریں۔ عہ اصل اخراجات سے بھی کم ہیں۔

**قوم کے اولوالعزموں** کی یادگار و نکو قائم رکھنا قوم کی زندگی کی دلیل ہے اور ہم بہت خوش ہیں کہ ہماری قوم میں یہ روح نفخ ہو رہی ہے ہمارے مکرم مخدوم بھائی **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** مرحوم کے جنگ سمالی لینڈ میں اپنی گورنمنٹ کی وفاداری میں جان نثار کرنے کی خبر لکھی جاچکی ہے اور اب اس کی تصدیق سمالی لینڈ سے آئے ہوئے خطوط نے بھی کردی ہے۔

سمالی لینڈ سے ہمارے مکرم بھائی الحکم کے غیور معاون ڈاکٹر سید جلال صاحب نے ایک خط کے ذریعہ ہمکو اطلاع دی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی ایک یادگار رکھنا چاہتے ہیں ہم ان کے خط کو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سید جلال کیطرح اور بھی اولوالعزم بزرگ اپنی جماعت میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قومی کاموں کے امدادی سلسلوں کو انکے نام سے قائم رکھنے کی فکر کرینگے۔

الحکم جو ڈاکٹر صاحب کے جنت سے جاری تھا اسے سید جلال اپنے خرچ سے کسی مسکین کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی معرفت آنے پر کسی مستحق مسکین کے نام جاری کردیا جاویگا ڈاکٹر صاحب مرحوم نے الحکم کا ایک پرچہ اپنی جیب سے ایک مستحق اخبار کے قدر دان مگر مسکین عالم کے نام جاری کرا رکھا تھا جو بظاہر اسوقت بند ہو جانا چاہیے۔ مگر ہم اسکو اپنے خرچ سے صاحب موصوف کے نام مرحوم کی یادگار پر جاری رکھتے ہیں۔

سید جلال صاحب کا خط یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ براہ مہربانی یہ چند سطور اپنے گرامی اخبار میں درج فرما کر مشکور فرمادیں۔ بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کے واسطے بندہ اس کام کے لیے طیار ہے کہ انکا نام و نمبر الحکم میں جاری رکھا جائے اور وہ پرچہ کسی مسکین کے نام پر کسی رعایتی قیمت پر جاری رکھیں بندہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ قیمت ادا کریگا۔

مرحوم نے جو ۱۰ نمبر انگریزی میگزین اور ۵ نمبر اردو میگزین اپنے نام سے جاری کیے تھے ان میں سے ۵ نمبر انگریزی میگزین بندہ اپنے نام پر ان کے یادگار کے طور پر ان کی طرف سے رکھتا ہے جس کی قیمت ہر ماہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمراہ دیگر قیمت میگزین یعنی مبلغ للعہ ماہواری پر اضافہ کرکے ارسال کیا کرے گا۔ مجکو امید ہے کہ دیگر احباب احمدی خصوصًا اہل بربرا سمالی لینڈ اس نیک کام میں شریک ہو کر باقی نمبروں کی کمی کو پورا کرینگے اور اپنے بھائی کے ساتھ حقیقی محبت کا سچا ثبوت دینگے

بندہ نے جو مبلغ للعہ ماہوار کالج دینیات کے واسطے اپنے ذمہ لیے ہیں اور جنکو بندہ تا حال ماہواری ادا کرتا رہا ہے وہ ایک وظیفہ کی صورت میں بندہ کی طرف سے کسی سید یتیم بچہ کو بالتخصیص دیا جاوے درصورت عدم موجودگی جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر کالج جناب نواب محمد علیخان صاحب جس کے لیے تجویز فرمادیں۔ بندہ کو بہرصورت بسر و چشم منظور ہے۔

یہ عرض کردینا بھی بعید از قیاس نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا ارقام کا اجرا بندہ کے یہاں کی سروس میں موجودگی و عدم موجودگی پر منحصر ہوگا۔ شاید اگر بندہ انڈیا واپس چلا جائے گا تو بسبب قلیل تنخواہ ان ارقام میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن بندہ کا اغلب ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کے سروس کو بشرط زندگی اختیار کرونگا۔ اور بعد ازاں گھر کے انڈین ملٹری سروس سے ڈسچارج لونگا کیونکہ ابھی بندہ کا ابھی ایک سال باقی ہے اور شاید یہ انتظام رخصت پر جانے سے پہلے کرلونگا آگے جو خدا کو منظور ہے وہی ہوگا

الراقم سید جلال احمدی اسسٹنٹ سرجن

**جلسہ لاہور کے متعلق** بہت خطوط آتے ہیں کہ کونسی تاریخ مقرر ہے جواب کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ تاریخ مقرر ہونے پر اطلاع دی جائے گی۔

**خریداران الحکم** اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت متعلقہ اخبار میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوسکے گی اور بعض اسکا جواب دہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دینے میں اس بات کا لحاظ رہے کہ رجسٹرڈ نمبر نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے

# ضروری اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تصویر کے پچھلے الحکم میں شائع ہونے کا اعلان کیا گیا ہے وہ تصویر چھپ چکی تھی اور چھپ کر طیار ہو کر روانگی کا انتظام شروع تھا کہ اسمیں ایک مبصر نے مصور کا کوئی نقص دکھا دیا جسکی وجہ سے اسکی اشاعت کسی قریب وقت پر ملتوی کرنی پڑی

**بدمزاج پادریوں کو نکالدو** کلکتہ میں ایک عجیب مذہبی مقدمہ شروع ہوا ہے جو مسٹر سیرامپٹ نے ریورنڈ مکان کی پر تین ہزار حرجانہ کا کیا ہے بناء دعویٰ یہ ہے کہ آخر الذکر نے مدعی کو پادری بنانے سے انکار کیا تھا اور وجہ انکار یہ تھی کہ مدعی بدمزاج اور بول چال میں ناعاقبت اندیش ہے۔ یہ مقدمہ بڑا ہی دلچسپ ہے کیونکہ اگر فیصلہ ہوگیا کہ بدمزاجی وغیرہ ناقابلیتوں کے باعث ایک شخص کو مذہبی وعظ کا منصب نہیں دیا جاسکتا۔ تو ان بیشمار پادریوں اور پنڈتوں سے اس ملک کو مخلصی مل جاوے گی جو یہی نہیں کہ دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور ہادیوں کو گالیاں دینے ہی اپنے واعظ کی غرض سمجھتے ہیں بلکہ جواب دندان شکن ملنے پر اپنے مخالف کو عدالت تک بیجانے کی دھمکی دیا کرتے ہیں۔

# رسالہ سراج الحق

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مسیح کی وفات میں اس طرز کا رسالہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ قیمت ۱ر علاوہ محصول باہر چار رسالوں سے کم روانہ نہ ہونگے۔

خاکسار سراج الحق نعمانی قادیان دارالامان